نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دین داران سوالون کا اللہ تعالی تمپر رحمت کرے
پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھ اوٹھاتے ہین اس پر
کیا دلیل ہے جواب حدیث ہے پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۳۲۸ صفحہ مین عن
مالک بن الحویرث رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی
بہما اذنیہ متفق علیہ روایت ہے مالک ابن حویرث رض سے کہا کہ تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھون کو یہانتک کہ
برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے اور ایک روایت مین ہے یہانتک کہ
مقابل کرتے دونون ہاتھون سے اپنے دونون کانون کی لوؤن کو بخاری اور مسلم
نے روایت کی وفی المشکوۃ وفتح القدیر وجامع الاصول وتیسیر الوصول
عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی
الصلوۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی بابہامیہ اذنیہ ثم
کبر وفی روایۃ یرفع ابہامیہ الی شحمتی اذنیہ اور اسی مشکوۃ کے ۲۵۱

لانا بارادہ سفر حج
بیت اللہ کے اس طرف ہوا
اور مولانا عبدالحی اور مولانا
محمد اسمعیل وغیرہ رحمہم اللہ علیہم
حضرت کے معتقدین خاص نے
آپ کے اشارہ سے مجلس وعظ و
نصیحت کی گرم کی کلام اللہ اور
کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صفحہ مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول او تیسیر الوصول مین ہی وائل ابن حجر سے مقرر دیکھا اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کھڑے ہوے نماز کو اوٹھالے آپنے اپنے ہاتھ یہانتک کہ ہوے وہ برابر اونکے مونڈھون کے اور برابر کیے اپنے انگوٹھون کو اپنے کانون کے پھر تکبیر کہی اور ایک روایت مین ہی کہ اوٹھاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانون کی لو تک اور اوسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقایق اور لمعاۃ التنقیح اور بحرالرایق مین ہے لیکن مضمون مین کچھ اختلاف ہی طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب کی عبارت بالتفصیل نہین لکھی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہین اسپر کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین حدیث ہی عن ابی جحیفۃ رض ان علیاً رض قال السنۃ وضع الکف فی الصلوٰۃ ویضعها تحت السرۃ اخرجہ رزین روایت ہے ابی جحیفہ رض سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھ رکھنا نماز مین اور رکھنا اون کا نیچے ناف کے اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت مین ہی حضرت علی رض سے کہ فرمایا السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنی سنت ہے رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نیچے ناف کے اور ہدایہ اور بحرالرایق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بھی اسی مضمون کی حدیث ہی صرف لفظ مین اختلاف ہی اور معنی مین اتفاق اور بحرالرایق مین ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ثلث من سنن المرسلین وذکر من جملتها وضع الیمنیٰ علی الشمال تحت السرۃ یعنی تین چیزین ہین پیغمبرون کی سنت سے اور بیان کیا ان تین سے رکھنا داہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے **تیسرا سوال** حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑھتے بلکہ آہستہ اسکی کیا

دلیل ہے **جواب** مشکوٰۃ شریف کے ۷۰ صفحہ مین حدیث ہی عن انس رض
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر و عمر کان یفتتحون
الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العلمین اخرجہ مسلم انس رض نے کہا
مقرر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض شروع کرتے تھے نماز
الحمد للہ رب العلمین سے نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۸ صفحہ
مین انس سے روایت ہی عن انس رض قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منہم یقرء بسم اللہ
الرحمن الرحیم اخرجہ الستۃ روایت ہی انس رض سے کہا نماز پڑھی مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض کے ساتھ سو نہین سنا
مین نے اون مین سے کسی کو کہ پڑھتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم
اور ترمذی اور ابوداؤد اور مالک ونسائی نے اور کافی مین ہے قولہ علیہ السلام
ثلث یخفیہن الامام التعوذ والتسمیۃ والامین فرمایا علیہ السلام نے تین
چیزین ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وروی ابن مسعود
رضی اللہ عنہ ما جہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتسمیۃ فی صلوٰۃ
مکتوبۃ اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے
ہے وفی لفظ مسلم فکان یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العلمین
لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم وفی روایۃ فلم اسمع احدا
منہم یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ورواہ النسائی و دارقطنی
واحمد وابن حبان وکانوا لا یجہرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم

ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے
باعث اپنی جماعت سے
نکالدیا اور علماء حرمین معظمین نے
اوس کے قتل کا فتوے لکھا
کسی طرح بھاگ کر وہان سے نکلا
پھر اوسی کے شاگرد خاص

وفی آثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر ابن
خزیمۃ فکانوا یسرون بسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت یہی
ہی شروع کرتے تھے اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نہ کہتے تھے
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہے نہین سنا مین نے اونمین سے کسی کو
کہ پکار کر پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی
اور احمد اور ابن حبان نے سو تھے وہ کہ پکار کر نہین پڑھتی بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہی کہ آہستہ
کہتے تھے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر مین
ہے قال روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات روایت کی طحاوی نے ابن
عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہی نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو
یہان تک کہ وفات پائی **چوتھا سوال** حنفی نماز مین امام کے پیچھے سورہ
فاتحہ نہین پڑھتے اسکی کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے
۲۱۵ صفحہ مین حدیث ہے عن جابر رض قال من صلی رکعۃ لم یقرء
فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی
جابر رض سے ہے جس نے نماز پڑھی ایک رکعت اور نہ پڑھی اوس مین سورہ فاتحہ تو
نہ پڑھی اوسنے نماز مگر امام کے پیچھے یعنی امام کے پیچھے یہ حکم نہین ہی اور پہلی جلد
مشکوۃ شریف کے ۲۰۰ صفحہ مین ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر
فکبروا واذا قرء فانصتوا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ

خلیفون پر ظاہر ہوا اور
اوس سے کہ بہت بڑا فتنہ و فساد
مسلمانون مین پڑ گیا ایسا تفرقہ
کہ باپ بیٹے کا اور بھائی
بھائی کا اور خاوند جورو کا
اور نوکر آقا کا مخالف بنا اور
آپس مین اونکے ایسی پھوٹ
ہوئی کہ وہ کام دین کا جو
سب پر مقدم تھا اوسمین بھی
خلل آگیا لوگ متفرق ہو گئے
ایک ایک کا مخالف بن گیا یہ
احوال دیکھکر اور اوس نے
طریقہ کو خلاف حکم خدا و رسول
اور خلاف مرضی حضرت امیر المومنین
کے سمجھکر علما اور فضلا نے عموماً
اور حضرت کے خلفا نے

خصوصاً اور دروازہ نصیحت کا
کھولا اور اون نادانون
جنھون نے فساد و بغاوت اٹھا رکھی تھی
کی اگر نفسانیت اور ضد و بیجا
اور دنیا کی طمع نے انکو اندھا نہ کیا ہوتا
راہ راست پر آتے اور بھی بعض
باتین بتائین بلکہ نرمی سے سمجھایا اور
شرع کی راہ دکھلائی بہت
ایک فساد عظیم برپا ہوا
جب سے آنحضرت

روایت ہے ابوہریرہ رضی سے کہا فرمایا رسول صلعم نے مقرر ٹھیرایا گیا ہی امام اس لئے
کہ پیروی کیجاوے اسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم چپ
رہو روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور جامع الاصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بھی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند
امام ابوحنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر مین ہے عن جابر رض ان رجلا قرء خلف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہر او العصر واومی الیہ رجل فنہاہ
فلما انصرف قال اتنہانی ان اقرء خلف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فتذکرا ذلک حتی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقرئۃ الامام
لہ قراءۃ جابر سے روایت ہے کہ قرارت کیا یعنی کوئی سورہ پڑھا ایک شخص نے
پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پھر جب پڑھ چکا کیا اسنے منع اسکو پھر جب
پڑھ چکا کہا اسنے کیا منع کیا تونے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرآن پڑھنے
سے سو بحث ہوئی اونمین اور وہ سماعت مین پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سو فرمایا رسول صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو قرارت اوسکے امام کی اوس کے
لئے قرارت ہے یعنی قرارت امام کی مقتدی کے لئے کافی ہے اور شیخ عبد الحق نے
مشکوٰۃ کے ترجمے مین لکھا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا
سب نے اسکو روایت کیا ہی اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح القدیر
مین ہے عن ابن عمر رض انہ کان اذا سئل ہل یقراء احد مع

الاما مر قال اذا صلّی احدکم مع الامام فحسبه قراءة الامام و اذا
صلّی وحده فلیقرء ابن عمر رض سے روایت ہے جب سوال کیا اون سے کیا قرآن پڑھے
کوئی امام کے ساتھ فرمایا جب پڑھے کوئی تم میں سے نماز امام کے ساتھ تو کفایت کرتا ہے اوسکو
امام کا قرآن پڑھنا اور جب اکیلا نماز پڑھے تو چاہیے کہ قرآن پڑھے اور فتح القدیر اور لمعاۃ التنقیح
مین ہے روی محمد فی موطاه سئل عبد الله بن مسعود رض عن القراءة خلف
الامام قال انصت فان فی الصلوٰة شغلا سیکفیک الامام روایت کیا امام محمد نے اپنی موطا مین
سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑھنے کے مقدمے مین امام کے پیچھے فرمایا چپ رہ
اور بس ہے تجکو امام کا قرآن پڑھنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قال النبی
صلی اللہ علیه وسلم من قرأ خلف الامام فی فیه جمرة وفی الکفایة
وفی الکافی قال علی رض من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة فرمایا نبی
صلعم نے جو قرآن پڑھے پیچھے امام کے بھرا ہے وہ اپنے منہ مین چنگاری آگ کی اور کفایہ اور
کافی مین ہے فرمایا علی رض نے جس نے قرآن پڑھا پیچھے امام کے مقرر اوس نے چھوڑ دی قدیم
چال وعن سعید ابن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرأ خلف الامام فلا صلوٰة
له سعید ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا
پیچھے امام کے اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ
اور عنایہ مین ہے ومنع المقتدی عن القراءة ماثور من ثمانین نفرا من
کبار الصحابة ممنوع ہونا مقتدی کا قرآن پڑھنے سے روایت ہے اس کی
اسّی آدمیون بڑے اصحابون مین سے اور فتح القدیر اور لمعاۃ التنقیح اور شرح
مختصر الوقایہ مین ہے عن عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن
عبد اللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوٰة و

عن جابر قال لا تقرء خلف الامام ان جهر ولا ان خافت وعن
ابن مسعود رضی نحوہ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض
نے فرمایا کہ قرآن مت پڑھ پیچھے امام کے کسی نماز مین اور جابر نے کہا ہی نہ پڑھ تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھے امام یا چپکے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اس طرح کی
روایت ہی **پانچوان سوال** حنفی جو نماز مین آمین پکار کر نہین پڑھتے اوس کی
کیا دلیل ہے **جواب** دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین
جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکھا ہی عن وائل رض اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال
آمین واخفی بہا صوتہ رواہ احمد وابو داؤد روایت ہی وائل رض سے
مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین
اور پوشیدہ کی اپنی آواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کے
اور بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہی قال اربع
یخفیہن الامام التعوذ وبسم اللہ واللہم ربنا لک الحمد و
آمین کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے اونہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم
ربنا لک الحمد اور آمین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوٰۃ شریف
کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہی عن عمر بن الخطاب رض انہ
قال یخفی الامام اربعۃ اشیاء التعوذ والبسملۃ وآمین وسبحانک
اللہم وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہی عمر بن الخطاب سے مقرر
فرمایا اونہون نے کہ پوشیدہ پڑھیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ وبسم اللہ اور آمین
اور سبحانک اللہم اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت ہی وفی الہدایۃ لقولہ

اور جامع الاصول مین
عرفجہ رض سے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ستکون بعدی
ھنات ھنات فمن رأیتموہ
فارق الجماعۃ او یرید ان
یفرق امۃ محمد کائنا
من کان فاقتلوہ فان
ید اللہ علی الجماعۃ وان
الشیطان مع المفارق الجماعۃ
یرکض اخرجہ مسلم عن عرفجہ رض
سے روایت ہی رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میرے پیچھے بری چال
پھیلیگی سو جسکو دیکھو تم جدا ہوا
جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہی
تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین

ابن مسعود رض اربع یخفیهن الامام و ذکر منها التعوذ و التسمیة
و التامین ہدایہ مین لکھا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سے چار چیزین
ہین کہ پوشیدہ کہے اونکو امام اور بیان کیا اونمین سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین
اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر مین ہی کہ احمد اور ابو داؤد اور طیالسی اور
ابو یعلی اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رضہ سے اور اوس نے اپنے باپ سے
انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین
و اخفی بہا صوتہ مقر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچتے غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتھ اپنی آواز کو **چھٹا سوال**
حنفی جو سوائے شروع کی تکبیر کے وقت پھر ہاتھ نہین اٹھاتے اس کی کیا دلیل ہے
جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول مین ہی عن براء قال رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب
من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داؤد روایت ہی براء رض سے کہا دیکھا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے ہاتھون کو اپنے کانون
کے نزدیک تک پھر نہ دہراتے نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور تیسیر الوصول کے اوسی ۲۱۵
صفحہ مین ہی عن علقمۃ رض قال قال لنا ابن مسعود رض یوما الا اصلی
بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی و لم یرفع یدیہ الا
مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت ہے
علقمہ رض سے کہا فرمایا مجھکو عبد اللہ ابن مسعود رض نے ایکدن بتاتا ہون مین تمکو نماز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے اپنے ہاتھ مگر ایک دفعہ
شروع کی تکبیر کے ساتھ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے وفی التبیین

جو کوئی ہو مار ڈالو اسکو کیونکہ
بیشک اللہ کا ہاتھ ہی جماعت پر اور
شیطان ساتھ ہی جدا ہونیوالے
سے ٹھوکر مارتا ہوا اور نظام الاسلام
کے ۲۸ صفحہ مین ہی سوال کہ جواب مین
ایسی حدیثین بہت لکھی ہین

الحقائق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ کہا ابن
مسعود رض نے نماز پڑھی مین نے نبی صلعم کے ساتھ اور ابوبکر اور عمر رض کے
سوے نہ اوٹھاسے اونہون نے اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین وفی الکفایۃ
والکافی والعنایۃ والنہایۃ قال ابن عباس رض ان العشرۃ مبشرۃ
بالجنۃ رضی اللہ عنہم ما کانوا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ
اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹھاتے
تھے وہ اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین وفی شرح مختصر الوقایۃ عن براء بن
عازب رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ
ثم لا یعود روایت ہے براء بن عازب رض سے کہا تھے نبی صلعم جب تکبیر کہتے
شروع نماز مین اوٹھاتے اپنے ہاتھ یہان تک کہ پہنچے دونون انگوٹھے اونکے
دونون کانون کی لو تک پھر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرائق اور
تبیین الحقائق مین ہے قال جابر رض رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لا یرفعھما حتی انصرف
اخرجہ ابوداؤد اور کہا جابر نے دیکھا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ بلند کیے حضرت صلعم نے اپنے ہاتھون کو شروع نماز کے وقت پھر
نہ اوٹھایا اونکو جبتک کہ پڑھ چکے نماز نکالا اسکو ابوداؤد نے وروی الطحاوی
والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم
قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ

و فی تکبیر القنوت فی الوتر و فی العیدین الحدیث روایت کیا ہے
طحاوی نے اور طبرانی نے جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور
ابن عباس کی طرف ملتی ہے سفر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات
جگھون مین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی نماز مین
آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بھی بعینہ یہ حدیث مروی
ہے اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور کتابین ہین اونمین لکھا ہے
من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ و ترک فترکناہ فرمایا
ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ تو اوٹھائے ہمنے اور
چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہمنے اوس سے اور نہایہ اور عنایہ مین جو ہدایہ کی شرح ہے
لکھا ہے ان عبد اللہ ابن زبیر رض رای رجلاً یصلی فی المسجد الحرام و یرفع
یدیہ عند الرکوع و عند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوٰۃ قال لہ
لا تفعل فان ھذا شیء فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ ابن
زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھاتا
تھا اپنے ہاتھ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پھر جب پڑھ چکا نماز
کہا اوسکو مقرر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر
چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے و ان جابر بن سمرۃ
قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال مالی ارٰکم رافعی
ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ شمس ای صعب
جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہون مین تمکو اوٹھانے والے ہاتھون کو اپنے گویا دم گھوڑون کے

جو جی مین آتا ہے بے خوف و خطر
مسئلے بناتے ہین اور بیہودہ بکتے ہین
پھر بعض نادان اسپر دلیل لاتے ہین
کہ اول اسلام مین تو رزیل ہی قوم
پہلے ایمان لائے تھے جسپر عرب کے
شرفا نام رکھتے تھے اور طعن کرتے
تھے سو اسکا جواب یہی ہے کہ اونکی
رزالت کو اسلام کی شرافت

نہ عمل ہین نہ صفات ہین
کسی نہ کسی کو اپنے برابر سمجھے
یقین لائے نہ کسی کی نصیحت
اب کسی کی بات خاطر مین
مطابق یہی سمجھ کر مغرور ہو رہے
پڑھا اپنے نفس کی خواہش تنہے
خوب تحقیق کرکے لکھی ہین
جو علماے ربانی نے اونسے

سخت ہی قرار پکڑو نمازمین یعنی حرکت نکرو نمازمین اور نمایہ مین ہی وحین رای النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اقواما یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع الراس
من الرکوع فقال مالی اریٰکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوٰۃ وفی روایۃ کفوا فی الصلوٰۃ جب دیکھا نبی صلعم نے
کہ اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھون کو نمازمین رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے
کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہی کہ دیکھتا ہون مین تم کو اوٹھانے والے ہاتھون کو اپنے گویا
یا دم گھوڑون کی جو سخت ہی قرار پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین ٹھیرے رہو
نماز مین یعنی ہاتھون کو حرکت نہ دو **ساتوان سوال** حنفی جو صبح کی نماز
مین دعاے قنوت نہین پڑھتے اس کی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے
ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوٰۃ شریف کے ۳۰۴ صفحہ مین عن انس رض ان
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قنت شھرا ثم ترکہ رواہ ابوداؤد
والنسائی ع روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم نے قنوت پڑھی مہینے بھر پھر
چھوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور اسی کے ۴۰۴ صفحہ مین ہے
عن ابی مالک الاشجعی رض قال قلت لابی یا ابت انک قد صلیت
خلف رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر وعثمان وعلی ھھنا
بالکوفۃ نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای بنی محدث
اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ روایت ہے ابی مالک
اشجعی رض سے کہا پوچھا مین نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑھی تمنے رسول اللہ
صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کے ہان کوفہ مین قریب پانچ
برس کے کیا قنوت پڑھتے تھے وہ کہا او سنے اے میرے لڑکے یہ بدعت ہی نکالا اس کو

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور تیسیر الوصول کے ۲۲۲ صفحہ مین ہی قنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم شہرا بعد الرکوع فی صلوٰۃ الصبح وفی
روایۃ ابی داؤد والنسائی قنت شہرا ثم ترکہ قنوت پڑھی رسول صلعم نے
مہینہ بھر بعد رکوع کے صبح کی نماز مین اور روایت مین ابو داؤد اور نسائی کے ہی کہ قنوت
پڑھی حضرت نے ایک مہینہ بھر پھر چھوڑ دیا اوسکو **آٹھوان سوال** حنفی جو نماز مین دایان
پانون اوٹھا کر بایان پانون بچھا کر بیٹھتے ہین اس کی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث ہے
مشکوٰۃ شریف کے ۵۷۴ صفحہ مین عن عائشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلعم
یفرش رجلہ الیسریٰ وینصب رجلہ الیمنیٰ رواہ مسلم روایت ہی عائشہ
سے کہا بچھاتے تھے رسول اللہ صلعم بایان پانون اپنا اور کھڑا رکھتے تھے دایان
پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کے ۲۲۳ صفحہ مین ہی عن علی بن
عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر رض فقلبت الحصیٰ فقال لی
لا تقلب الحصیٰ وافعل کما رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم
یفعل قلت وکیف رائیت رسول اللہ صلعم یفعل قال ھکذا و
نصب الیمنیٰ واضجع الیسریٰ الحدیث روایت ہے علی ابن عبد الرحمن
سے کہا نماز پڑھی مین نے ابن عمر کے پہلو کی طرف سو سرکائین مین نے کنکریان کہا مجکو
ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکھا مین نے رسول اللہ صلعم کو کرتے پوچھا مین نے
کس طرح دیکھا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے کہا اس طرح اور کھڑا کیا دائین پانون کو
اور بچھایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہی عن وائل ابن حجر رض
قال افترش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسریٰ ووضع یدہ
علی فخذہ الیسریٰ ونصب الیمنیٰ روایت ہی وائل ابن حجر رض سے کہا بچھایا

رسول اللہ صلعم نے اپنا بایان پانون اور اوٹھایا اپنا ہاتھ اپنے باین ران پر اور
کھڑا کیا دایان پانون اور اوسی کتاب کے ۲۲۴ صفحہ مین ہے عن عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر رض قال ای ابن عمر انما سنۃ الصلوٰۃ ان تنصب
رجلک الیمنیٰ و تثنی الیسریٰ اخرجہ البخاری و مالک و النسائی
روایت ہے عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن عمر نے سنت نماز مین یہی ہے کہ کھڑا
رکھے تو اپنا دایان پانون اور بچھاوے بایان نکالا اسکو بخاری اور نسائی نے
وفی روایۃ النسائی ان تنصب القدم الیمنیٰ و استقبالہ باصابعھا
القبلۃ و الجلوس علی الیسریٰ اور ایک روایت مین نسائی کے سنت ہے
کھڑا کرنا داہین قدم کو اور برابر رکھنے اوسکی انگلیون کو قبلہ کی طرف اور بیٹھنا
بائین قدم پر **نوان سوال** حنفی نماز مین جو سجدہ کرنے کے وقت پہلے گھٹنون کو
زمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتھون کو اور سجدے سے اوٹھتے وقت پہلے ہاتھون کو
زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنون کو اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث
ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین عن وائل بن حجر رض قال کان النبی
صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ و اذا نھض رفع یدیہ
قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن وفی اخری لابی داؤد و اذا
نھض نھض علی رکبتیہ و اعتمد علی فخذیہ روایت ہے وائل رض سے کہا تھا
نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنون کو پہلے اپنے ہاتھون کے اور جب کھڑے
ہوتے اوٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی
ترمذی نسائی ابو داؤد نے اور دوسری روایت مین ابو داؤد کی اور جب
اوٹھتے حضرت اوٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتھون کا اپنے زانو پر اور اوسے

صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نهض من الصلوٰۃ منع فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجھ دے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز
مین اور مشکوٰۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے
ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھے گھٹنون سے شروع کرتے
اور ابن ابی وقاص اور ابو سعد خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے ہاتھون کو
پہلے گھٹنون کے پھر حکم ہوا کہ رکھین اپنے گھٹنون کو پہلے ہاتھون کے

دسوان سوال

حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدے کے بعد بغیر
بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر اوٹھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے

جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عن ابی ہریرۃ رض قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینهض فی الصلوٰۃ علی صدور
قدمیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے نماز مین پیرون کی سرون پر
یعنی اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر
اور کافی مین ہے ان النبی علیہ السلام کان اذا رفع راسہ من السجود فی
رکعۃ الاولی والثالثۃ نهض علی صدور قدمیہ جب سر اوٹھاتے حضرت
اپنا سجدے سے پہلے اور تیسری رکعت مین اوٹھتے پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر
اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہے اخرج ابن ابی شیبۃ
عن ابن مسعود رض انہ کان ینهض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیہ
ولم یجلس واخرج نحوہ عن علی رض وکذا عن ابن عمر و ابن زبیر و
عن عمر رض واخرج عن الشعبی کان عمر و علی و اصحاب رسول

مدرسون کی اور محمد ابو السعادات مسجد نبوی کے امام وغیرہ بہت سے عالمون کی

السوال الثالث

هل یجوز للرجال الذی لیس له ملکة الاجتهاد ولا توجد فیه شرائط الاجتهاد ولا یعلم اقوال الفقهاء المتقدمین ان لا یقلد احدا من الائمة الاربعة المشهورة بل یخترع مذهبا جدیدا خامسا قد یوافق احدها وقد یخالف جمیعها

الجواب عنه ان الاجماع قد حصل علی حقیقة المذاهب الاربعة وعلی خلاف ذلک فیما سواها وان الامة جمیعها قد تلقت المذاهب الاربعة بالقبول ولم یحصل ذلک لغیرها

الله صلی الله علیه وسلم ینهضون فی الصلوٰة علی صدور اقدامهم
واخرج النعمان ابن ابی عیاش ادرکت غیر واحد من اصحاب رسول الله
صلی الله علیه وسلم فکان اذا رفع راسه من السجدة الثانیة فی الرکعة
الاولیٰ والثالثة نهض کما هو ولم یجلس نکالا ابن ابی شیبه نے ابن مسعودؓ
سے مقرر وه اُٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر اور نه بیٹھتے تھے
اور نکالا ایسا ہی علیؓ سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے اور
نکالا نعمان ابن عیاش نے پایا مین نے بہت سے اصحابون کو رسول خدا صلی الله
علیه وسلم کے سو جب اوٹھاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری
رکعت مین اوٹھتے جس حال مین تھے اور نه بیٹھتے **گیارھوان سوال** حنفی
جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑھتے ہین اس کی کیا
دلیل ہے **جواب** ما ثبت بالسنة مین لکھا ہے بیهقی نے روایت کی سند
صحیح سے انهم یقومون علی عهد عمر رض بعشرین رکعة وفی عهد عثمان
وعلی رض مثله یعنی صحابه رسول صلی الله علیه وسلم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑھتے
تھے حضرت عمرؓ کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کے
وقت مین بھی اسی طرح اور علماے حرمین یعنی مکّے اور مدینے کے عالمون کا بھی ہمیشہ
سے اسی طور پر عمل چلا آتا ہے اور شیخ عبد الحق دهلوی نے شرح فارسی مین
مشکوٰة شریف کی جو لکھا ہے اوسکا ترجمه یه ہے اور ابن ابی شیبه نے ابن عباسؓ
سے روایت کی ہے که حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے جو نماز پڑھی بیس
رکعت تھی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا
که ہر کوئی گھر مین اپنے پڑھتا یا مسجد مین اور جب کچھ زمانه حضرت عمر رض

بعض المسائل الفقهیه او بعض العلوم وفی عمدة المسلمة شرح جوهرة التوحید فهو واجب عند الجمهور علی کل من لیس فیه اهلیة الاجتهاد التقلید المذهب وروی عن ابی یوسف انه واجب علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث ومعانیها وتاویلها وناسخها ومنسوخها وخاصها وعامها ومحکمها ومتشابهها فمن لم یعلم ذلک فهو عامی منسوب الی العامة وهم الجهال اعاذنا الله تعالی من الضلال

کی خلافت کا گذرا تب اونہون نے لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت سے پڑھنے کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے منقول ہی کہ التراویح سنت موکدۃ ومن لم یرہا سنۃ موکدۃ فہو رافضی یقاتل لمن لا یری الجماعۃ قال اہل السنۃ والجماعۃ انہا سنۃ رسول اللہ صلعم صلاہا لیلتین وقد صلاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ بعشر تسلیمات ثم ترک مخافۃ ان یجب وکان لرسول اللہ صلعم واصحابہ حرص فی قیام اللیل کان الرجل منہم یصلی مائۃ رکعۃ واکثر وکذا فی زمن ابی بکر رض فلما ظہر الکسل فی زمن عمر رض خاف ان یندرس فالصحابۃ اتفقوا معہ علی ان یصلوا الجماعۃ وزینوا المساجد بالقنادیل ولم یکن علی رض حاضراً فلما رای الجماعۃ والقنادیل قال اقام اللہ امور عمر کما اقام سنۃ نبینا فثبت وصح ان النبی صلعم صلاہا عشرین رکعۃ وفی الحجۃ سنۃ موکدۃ باجماع الصحابۃ تارکہا مبتدع غیر مقبول الشہادۃ وہی سنۃ للرجال والنساء یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب ہی منقول ہی کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہی مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھ جیسا جماعت کو سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہی کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پڑھا تھا حضرت نے اوسکو دو رات اور بے شبہ حضرت نے تراویح پڑھی بیس رکعت دس تسلیمات سے پھر چھوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب ہو جانے کے یعنی اگر واجب ہو جاویگی تو امت پر مشکل پڑ جائیگی اور تھا رسول اللہ صلی

اور تابعین جس بات پر تھے اوسکے طریق کو نہ جانے اور صحابہ اور اونکے افعال واقوال سے واقف نہ ہو کہ وہ بوجھ لیوے اور عمل نہ کرے مگر اوس چیز پر کہ فتوے دیوے مفتی ان چار اماموں کے ایک مذہب کے موافق کیونکہ اونکے سوا اور کسی شخص کے مذہب مین دلیل کامل نہین ہے

علیہ وسلم اور اون کے اصحابؓ کو بڑا شوق نماز پڑھنے مین رمضان کی راتونکو کوئی اونمین سے سو رکعت پڑھتا اور کوئی زیادہ اور اسی طرح زمانے مین ابوبکرؓ کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ظاہر ہوئی عمرؓ کی زمانہ مین ڈرے اس سنت کے چھوٹنے سے تب اصحابونؓ نے عمرؓ کے ساتھ اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑھین اور مسجد کو قندیلون سے آرائش کرین اور اوسوقت حضرت علیؓ حاضر تھے پھر جب اونھون نے جماعت اور قندیلین دیکھین فرمایا اللہ تعالےٰ قائم رکھے عمرؓ کے کامون کو جیسا اونھون نے قائم کیا ہمارے نبیؐ کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرتؓ نے تراویح کی بیس رکعت پڑھی اور حجت جو کتاب معتبر ہے اوسمین لکھا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہؓ کے اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے مردون اور عورتون کے حق مین اور جب خلفاے راشدین نے اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاے راشدینؓ کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام مین لکھا ہے علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفونؓ کی کہ رشد اور ہدایت پائے ہوئے ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سب کو دانتون سے اپنے

بارھوان سوال حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے تیسیر الوصول کی فصل صلوٰۃ الوتر مین وعن عبد العزیز بن الجریج قال سألنا عائشة رضی اللہ عنها

السؤال الرابع

هل يجوز للمقلد اذا وصل اليه حديث يخالف ظاهر مذهب ...

الجواب

بای شیٔ کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان
یقرء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی و فی الثانیۃ بقل یا ایھا الکٰفرون
و فی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا ہمنے حضرت عائشہ رضی سے کہ کن سورتون سے
وتر پڑھتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے
وتر کی پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون
اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے اور راوی تیسیر الوصول
مین ہے وعن عائشۃ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم
فی رکعتی الوتر اخرجہ النسائی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے وتر کی دو رکعت مین یعنی وتر کی نماز مین دو رکعت
کے بعد سلام نہین پھیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھ پڑھتے تھے اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روت عائشۃ رض النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلث روایت
ہے عائشہ رض سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے
حکایت ہے کہ اگلے لوگون کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور تبیین الحقائق
مین ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات یقرء فی
الاولی بسبح اسم ربک الاعلی و فی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون و فی
الثالثۃ بقل ھو اللہ احد و یقنت قبل الرکوع پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے
تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے مین قل

بشروط الاجتہاد وھو لیستدل بہ وما یعرض عنہ لکن ادنی الشروط للاجتہاد
مذھبہ اذا کان عاملا ان یحفظ المبسوط کما فی
اذا خالف ظاھر الحدیث السراجیۃ وافاد ابن الھمام
بظاھرہ جواز العمل بالحدیث فی فتح القدیر من کتاب القضاء
علیہ انتہی وھذا القول ان المجتھد من یعلم الکتاب والسنۃ
اعتمد کان تارکا للواجب باقسامھا من عبارتھا واشارتھا
وناسخھا ومنسوخھا فاذا
صحیح الاخبار وسقیمھا
فی حقہ الی معرفۃ

ودلالتھا واقتضائھا وناسخھا
ومنسوخھا ومناط احکامھا والمسائل
وشروط القیاس والقیاس
التی اجمع علیھا لا تقع فی القیاس
فی معارضۃ اقوال الصحابۃ و
بعلم عرف الناس فمن اتقنت
فیہ ھذہ الجملۃ فھو اھل الاجتہاد
فیجب علیہ ان یعمل باجتہادہ
انتہی وفی شرح النقایۃ و
اھلیۃ الاجتہاد بان
یکون عالما باصول
الفقہ وھو الکتاب و
السنۃ والاجماع و
القیاس مالا بد منہ
للمجتھد من سائر العلوم
انتہی اقول ولا ینبغی ان
فیہ اشارۃ الی انہ لا ینبغی
فی تعریف المجتھد

یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعاء قنوت پڑھتے
اور اسی طرح بحر الرائق مین بھی لکھا ہی **تیرھوان سوال** حنفی علما کے نزدیک
وہ سب حدیثین جو اوپر کے جوابون مین لکھی گئی ہین نماز کے افعال کی دوسری
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون
اور اونکی تحقیقات کی روسے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہ سب
حدیثین جو اوپر لکھی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے
جمع کرنیوالون نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہی کہ جو حدیث صحیح پائی اوسی کو اپنے
کتاب مین لکھا پھر دوسرے علما اور محدثین اور فقہاے معتبرین نے بھی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پھر اسی واسطے ان حدیثون کو فقہ
کی کتابون مین بھی داخل کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل گردانا
چنانچہ جتنی حدیثین کہ سابق مین مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تعیین مقام کے ساتھ لکھا گیا ہی جسکو شبہ ہو تو ان کتابون سے ملالے مثلاً
امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکھا ہی کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاے
آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داؤد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی
نے اپنی معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین انہ صلے
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال
آمین واخفا بہا صوته اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہی بلکہ جو حدیث کہ
آمین پکار کر کہنے مین وارد ہی اور امام شافعی رح اوسے دلیل لاتے ہین۔ اور
یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور اوستاد ہین امام محمد بخاری
کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکھا ہی ضعیف کہا ہی جیسا کہ امام زیلعی

بما ذکرنا بل لا بد من تبحر فی علم اللغة العربية واحکام معرفة الصحيح والثابت منها ومعرفة ما روي من اللغة ولم يصح ولم يثبت ومعرفة المتواتر منها والآحاد ومعرفة المرسل والمنقطع ومعرفة من تقبل روايته في اللغة ومعرفة طرق التحمل ومعرفة الموضوع من اللغات ومعرفة الفصيح والردي ومعرفة المفرد والشاذ ومعرفة المذموم ومعرفة الشوارد والنوادر ومعرفة المستعمل والمهمل ومعرفة المعرب ومعرفة خصائص اللغة ومعرفة المولد ومعرفة اشتقاق اللغة ومعرفة الحقيقة والمجاز في اللغة ومعرفة المشترك ومعرفة الاضداد ومعرفة المطلق والمقيد ومعرفة الابدال والقلب وغير ذلك هذا كله يتعلق بعلم اللغة والجاهل بها لا يسمى عالما فضلا عن ان يعد مجتهدا ومن اراد تحقيق ما اشرنا اليه فليطالع المزهر للسيوطي ويجد فيه ما هو اكثر من هذا ثم يشترط ان يكون متضلعا في علم الصرف والنحو والمعاني

نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی قال الشافعی یجہر بہا عند الجہر بالقراءة
لحدیث وائل انه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
آمین ومد بها صوته وما رواه ضعفه یحیی ابن معین فلا یلزم
حجة اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ مین فتح القدیر مین
اس حدیث کو معلول کہا ہی اور اسی طرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پھر اور تکبیرون
کے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہی جیسا کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ اور سفر السعادت مین لکھا ہی کہ ترمذی
گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسی طرح بڑے بڑے محدث علماؤن نے
اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہے جیسا کہ ابوداؤد نے اور امام محمد نے موطا مین
اور دارقطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابویعلی
نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے یا اپنے مذہب کی
رعایت سے یا تعصب سے یا جس جہت سے کہ جس سے اوسنے سنا تھا یا جسکے وسیلہ سے اوس کو
پہنچا تھا اور راوی معتبر نہ تھا اس سبب سے اوس کو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا
کچھ معتبر نہین ہی اگر ہو تو اوس کے حق مین اور اوسکے زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے
کہ اوستاد اوسکا ضعیف تھا ہمارے علماے محدثین اور فقہاے محققین
کے نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہی کیونکہ اون کے استاد جس سے انہون نے
سنا تھا وہ سب عادل اور فقیہ تھے اور سب علماء حنفی کا ان سب حدیثون پر
عمل ہے پس بے شک ان کے نزدیک یہ حدیثین غیر منسوخ ہین اس واسطے کہ
منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کے نزدیک حدیث بکار کر آمین کہنے

والبیان والبدیع و
علم اصول الفقه و
اصول الحدیث واصول
التفسیر عارفا بما حققه
الاصولیون وما رواه
المحدثون من غیر النظر
علی نحو مشکوة المصابیح
وحافظا الاحادیث ائمة
الجرح والتعدیل ومرجحا
فی ذلك بدون تقلید احد
کابی زرعة وابی علی ابن
المدینی او لابن معین فضلا
عن العراقی والحافظ ابن حجر
ونحوهما فانه اذا ادی عن
الاجتهاد وسار یستدل
علی جرح الراوی وعدالته
بقول احد من ائمة الجرح
والتعدیل فهو ما زال فی ربقة
التقلید والمآل انه یرید الفرار
من التقلید غایة ما هنالك
انه خرج من ان یکون مقلدا
للامام الاعظم المتفق علی
جلالته ودیانته وفقه معرفته
وانتهی الی تقلید نحو الذهبی
والبیهقی فهو بعید من
الاجتهاد بمراحل

سوال

نی منسوخ ہے جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے
مشہور ہے اور بڑی معتبر کتابین ہین لکھا ہے قال عبد اللہ بن مسعود رض
ترك الناس الجهر بالتامين وتركوا الا لعلمهم بالنسخ یعنی لوگون
نے شور کر کے آمین کہنا چھوڑ دیا اور نہین چھوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل ہوا
اونکو اوس کے منسوخ ہونے پر اور اسی طرح سے حدیث رفع یدین کی بھی منسوخ
ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین لکھا ہے اور
ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ مین ابن زبیر سے روایت
ہے کہ قال مه یا هذا فان هذا شئ فعله النبی صلعم ثم ترکه یعنی
نکر رفع یدین اے فلانے کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعناه وترکه فترکناه یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رفع
یدین کیا تھا ہم نے بھی کیا تھا اوسے اور جب چھوڑ دیا ہمنے بھی چھوڑ دیا اوسے

چودھوان سوال اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین
کسی امام کا مقلد نہ ہو پھر وہ ان حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور اونکو
صحیح نہ جانے اور دوسرے حنفیونکو برخلاف اونکے سکھاوے اور دوسری حدیثونکو
اون حدیثون کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجھے اور دوسرون کو سمجھاوے
اور لوگون کو فقہ کی کتابون سے بد اعتقاد کروادے اور یون کہے کہ قرآن
اور حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصاً مذہب
حنفی کی نکرو اور حنفی علما کے فتوے اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکے سبب لوگون مین

سخت اختلاف اور بڑی لڑائی پڑے اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کرے بلکہ اگلے علماء حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت کا
کہے تو وہ حقیقت مین اگلے حنفی علماء کا بلکہ تینون اماموں کا مخالف ہوا اور اون
بڑے علماکو بہ نسبت اپنے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین اور ایسی حرکت سے
اوسکی یہ جو سینکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہوگئے تھے اور جمعیت باندھی تھی اوس نے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑکر
لوگون کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکھا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیرھوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ سب حدیثین علماء حنفی کے نزدیک صحیح اور
غیر منسوخ ہین پس جو کوئی اونکو غلط سمجھے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اون پر عمل نکرے
وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پھر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بے شبہ سب کا مخالف
ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح
اور غیر منسوخ نہین سمجھتا بلکہ اپنی گمان مین خلاف اوس کے بوجھتا ہی بلکہ وہ اور
حنفیون کو اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکھتا ہی اور برخلاف اوس کے سمجھاتا
ہی اور ترغیب دیتا ہے اور اون سے بد اعتقاد کرواتا ہی تو بے شک اون بڑے
علماء کو اپنی بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے اور بے شبہ مسلمانون کی
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہی اور لوگون کے دل مین شک اور تردد ڈالتا ہی
اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پھیرتا ہی اور اون علماء سے بد اعتقاد کرواتا ہی
اور جب عوام اوس کی ایسی باتون اور حرکتون سے اور برخلاف سمجھانے سے
علماے حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور اونکی حقارت کرتے ہین اور اون کے
تقلید کو برا جانتے ہین تو بیشک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکھنے والا ہوا اور گمراہ بنانیوالا

ٹھیرا دیلین اسکی آگے آتی ہین **پندرھوان سوال** اس گروہ کا یہہ حال ہی کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے ہین اور جن جن مسجدون مین بڑی بھاری جماعت حنفیون کی ہولی ہی حاضر نہین ہوتی خصوصاً جس مسجد مین کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتے اور اونکی اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس جماعت کو چھوڑکے اپنے گروہ کے ساتھ ہوکر دوسری جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بھی اسی طرح سمجھاتے ہین اور ائمہ حنفیہ کو بُرا کہتے ہین اور اونکی اور اونکی کتابون کی حقارت کرتے ہین اور دوسرون سے بھی کرواتے ہین اور اونکے مقلدونکو بُرا جانتے ہین اور اکثر مسائل مین فقہ کے خلاف کرتے ہین اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب کی باتین سکھاتے ہین اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہین اور اونکو علماے حنفی اور کتاب حنفی سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور اون سے اور دوسرے حنفیون سے لڑواتے ہین اور اونکے آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈلواتے ہین یہانتک کہ اونکے آپسمین بیٹھنا اور کھانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑھنی بالکل موقوف ہوجاتی ہی اور علمار جب اونکو وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسے فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسے افعال سے باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پھرتے بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے ہین اسی طور سے بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین کہ تفصیل کو اونکی ایک دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہی تو یہ سب افعال اور اقوال اون کے شرع شریف مین قبیح اور بُرے اور وہ لوگ مفسد ٹھیرے اور قرآن اور حدیث مین افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہی یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

اور رسول اللہ اور صحابہ
لغت کی اور اشتقاق لغت کا
اور حقیقت اور مجاز لغت مین
اور مشترک اور اضداد اور مطلق
اور تشدید اور قاعدہ بدل کا
اور قاعدہ قلب کا اور اس
سب کے سوا ایسے امور
ہین کہ علم لغت سے متعلق
ہین اور جو کوئی ان سب کو
نجانے وہ ہرگز فاضل نہین ہے
بہتر نہ کیا ہوگا پھر اوس کے
بعد اور بہت علم بھی ضرور ہین
کہ اوس سب مین کمال واقف
ہو جیسا صرف اور نحو اور بلاغت
اور بیان اور بدیع اور علم اصول
فقہ اور اصول حدیث اور اصول
تفسیر اور جن باتون کو صوفیون
نے تحقیق کی ہی اور محدثون
نے روایت کی ہی اس سب کو
بھی خوب سمجھے اور یاد رکھے اور
اس قدر کفایت نہین کرتا ہی
کہ مشکوۃ کو یاد کیا ہو اور اجتہاد
کے واسطے یہ بھی ضرور ہی کہ
علماسے جرح اور اقوال کا حافظ
ہو اور خود قوت اور استعداد
رکھتا ہو ترجیح دینے کی
بغیر تقلید کسی کے اور
اگر کسی کی تقلید کی
اور سے کسی راوی کی
جرح کرے یا تعدیل
کرے تو وہ حقیقت
مین مقلد ٹھیرا محقق
یا مجتہد نہوا باوجود

ہو جیسا حاکم یا نائب اوس کا تو ایسے مفسدون کو سزا دینی اور جسکو اس قدر طاقت
نہ ہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بھی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا
اور کنارے رہنا اور دل سے برا جاننا لازم ہی یا نہین **جواب** اون لوگون کا جب
یہ سب احوال ہے تو بیشک سب افعال اور اقوال اون کے قبیح اور شنیع اور وہ
لوگ دین مین مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اس طرح کے افعال اور
اعمال کی بہت مذمت آئی ہی اور بادشاہ اور نائب کو اونکی سزا دینی اون لوگون کو
اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسے گروہ سے احتراز
اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھ صحبت نہ رکھنی اور اونکو دل سے برا جاننا لازم اور واجب
ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف مین تیرھوین سیپارہ کے نوین رکوع مین فرمایا
قال وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الی اخرہ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَھُمْ سُوْءُ الدَّارِ یعنی جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسے لوگ
اونپر لعنت ہی اور اونکو ہی برا گھر اور بیسوین سیپارہ کی گیارھوین رکوع مین لکھا ہی قال اللہ
تعالی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی اور نہ چاہ فساد
ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکھتا ہی فساد ڈالنے والونکو اور دوسرے سیپارہ کے
نوین رکوع مین ہی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست نہین رکھتا
فساد کو اور جامع الاصول مین ہی عن عرفجہ رض قال رأیتُ رسول اللہ صلعم
علی المنبر یخطب الناس فقال انہا ستکون بعدی ھنات ھنات فمن
رأیتموہ فارق الجماعة اویرید ان یفرق امة محمدٍ کائنٌ من کان
فاقتلوہ فان ید اللہ علی الجماعة وان الشیطان مع الفارق الجماعة
یرکض اخرجہ مسلم روایت ہی عرفجہ رض سے کہا دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ثابت ہی اور سب کے فضیلت مسائل کے تمام مین اور دیانت داری اور امام اعظم کو بھی بزرگی صرف فرق اس قدر ہی کہ اونکی تقلید مین جاتا ہی سکے ہاں کی بات اور پھر آخر کو اس بات سے کہ تقلید

نزدیک متحقق ہی اونکی تقلید سے نکلا اور دوسرے شخص کی مرتبہ اون حضرت کے قریب بھی نہ پھیرا جیسے دار قطنی اور بیہقی اونکی تقلید کی طرف وہ منسوب ہا تو ایسا شخص اجتہاد کی راہ سے کوسون دور پڑا

واما السوال ۲۴

استفسار هل یجوز للعامی تقلید من انہ هل ملکة الاجتہاد و من لیس لہ شرائط الاجتہاد ولا یوجد فیہ شرائط الاجتہاد ولا یعلم اقوال الفقہا بانہ لا تقلید

فالجواب عنہ بانہ عند عدم ان اللہ تعالی امرنا عند عدم العلم ان نسئل اهل الذکر اهل الذکر ولیس المراد

[illegible]

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہے کہ میرے پیچھے بری
چال پھیلیگی سو جس کو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے
تفرقہ ڈالنے کا محمدؐ کی امت مین جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بے شک اللہ کا ہاتھ ہے
جماعت پر اور مقرر شیطان ساتھ ہے جدا ہونے والے کے ٹھوکر مارتا ہوا لیکن اسقدر
جاننا چاہیئے کہ ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ
اِس مین فساد اور زیادہ ہوگا اور مشکوٰۃ باب الاعتصام مین ہے وعن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم
فان من شذ شذ فی النار روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی یعنی اکثر علما جس
طرف ہون اون کی تبعیت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا
اجماع سے جمہور علما کے توڑا لا جاویگا وہ جہنم کی آگ مین وعن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی
ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار یعنی کہا ابن عمر رض
نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہے میری
امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب
ہوگا خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے جو
کوئی جماعت سے نکلیگا اور اونکے طریقہ کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم
کی آگ مین اور مشکوٰۃ کے باب الامر بالمعروف مین ہے عن ابن سعید بن
الخدری رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکرا
فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ

یدین کرنے کے مضمونکو لکھا ہو اور کانون تک ہاتھ اوٹھانے کے مضمون کو جو
اوسی حدیث مین روایت ہو بالکل ترک کیا ہے ور تنویر العینین مین یون کہا ہو
انه رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر و اذا اراد ان یرکع رفع یدیه و
اذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ھکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بهما اذنیه او فروع اذنیه کو چھوڑ دیا
ہے دوسرا دفع یہ ہے کہ یہ کتاب کچھ کتاب حدیث کی نہین ہو کہ اس
مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہ فتوای ہے اور فتوے مین اوسی قدر ضرور ہو
کہ بقدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کے تکبیر مین کانون تک ہاتھ
اوٹھاتے مین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو اس مقام مین کچھ
علاقہ نہین ہو جیسا کہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونے کی دلیل کیا ہو تو اوس کا
جواب اسی قدر کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکے
جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان
کہین گے مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہو نمونہ کیواسطے یہان
ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید و فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ
البیع باوجود اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ
البیع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطے
صرف احل اللہ البیع لکھا ہے اور مثال اوسکی انہین نئے مذہب والونکی کتاب
سے کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہو مذکور ہوا کہ مولف نے تنویر العینین کی اس حدیث
مین فقط رفع الیدین کے مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تھا اوسکو وہان

یارسول اللہ اجر خمسین منھم قال اجر خمسین منکم رواہ الترمذی
وابن ماجۃ روایت ہی ابی ثعلبہؓ سے تفسیر مین اس آیت کے علیکم انفسکم
سو کہا ابی ثعلبہؓ نے سن رکھو قسم خدا کی مقرر مین نے پوچھا ہی اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی منکر کرنا
فرمایا حضرت نے نہ چھوڑو بلکہ لوگون کو اچھی باتین بتاؤ اور بُری باتون سے باز رکھو
یہانتک کہ دیکھے تو اے سننے والے بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ اوس کی
تابعداری کیجاتی ہی اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہی اور دیکھے تو
دنیا کو کہ اختیار کیجاتی ہے آخرۃ پر اور دیکھے تو اچھا جاننا اور بہتر سمجھنی ہر ایک سمجھ
والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی فتوی
اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے
تو الگ نہین ہوسکتا یعنی ایسا کوئی کام بُرا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگونمین
رہنا اختیار کرے تو بے اختیار تیری طبیعت اُدھر رجوع کرے اور اوسمین جا پڑے
یا مطلب یہ ہی کہ ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجکو احتیاج ہی اور اوسکو
چھوڑنا مشکل ہی سو اگر امر اور نہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہی یا مراد
یہ ہے کہ تجکو کچھ چارہ اور اختیار اوسپر نہ ہو یعنی تو لوگون کو منع نکرسکتا ہو پس
ان باتون پر لحاظ کر کے اپنے تئین سنبھال اور بچا رکھ آپ کو بُرے کامون سے اور
چھوڑدے عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اون سے اور اونکے کامونکی پکڑ نکر کیونکہ
مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمھارے سامنے آنیوالے ہین کہ جسمین تمکو صبر کرنا
چاہئے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر جسنے صبر کیا اون دنون مین گویا اوس نے
آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ایسے وقت مین شریعت کے حکم پر چلنے والے

واما السوال السادس

فی انہ ھل یجوز العمل بظاھر الکتاب والحدیث الذی لا یعلم اقسام الکتاب من الظاھر والمحکم والنص والمفسر والمأول وکذا لا یعرف الخفی والمشکل والمجمل والمتشابہ وغیرھا ولا یفرق بین الناسخ والمنسوخ وایضا اقسام الحدیث من الصحیح والحسن والضعیف وغیرھا ام یجب علیہ تقلید عالم مقلد لفقیہ من الفقہاء وتقلید مجتھد فما اخذ من الفعل ذلک

فالجواب

فانہ لا یخفی مما نقل منا کلام فی التفسیر الاحمدی وبما نقلنا فی جواب السوال الثالث عن ابن الھمام وعن عمدۃ المرید وعما سواھما وجوب التقلید لمثل ذلک المسئول عنہ وحرمۃ الاجتھاد فی حقہ حیث کان تحکما وصفہ السائل وان استدل بروایۃ ولم نقلہ احد من ائمۃ الاربعۃ نعوذ تحریرا شدیدا کما افادہ الشیخ محمد حیات السندی فی رسالۃ المولفۃ لہ فی العمل بالحدیث فان کفی عن الاستبداد ودعوی الاجتھاد فھو المراد ولا نظل لیکون عظۃ للمقصرین

کو پچاس آدمیون کی برابر ثواب ملیگا جو اوسکے عمل کی برابر عمل کرتے ہین اور
اس آفت مین پھنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین عرض کیا صحابہؓ نے یارسول اللہ
اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمین سے ہین فرمایا نہین بلکہ
پچاس آدمیون کا ثواب جو تم مین سے ہین روایت اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ
نے یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبدالحق دہلوی کے ترجمہ کیا گیا ہی اور چوتھی جلد
شرح فارسی مشکوٰۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ مین ۳۲۵ صفحہ کے درمیان
یہ حدیث ہی عن جابر بن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم ان بین
یدی الساعۃ کذابین فاحذروہم روایت ہی جابرؓ سے کہا سنا مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مقرر پیدا ہونگے قیامت کے قریب جھوٹے
لوگ سو بچو تم اونکی برائیون سے اور مراد جھوٹون سے یا وہ لوگ ہین جو حدیثین نئی
نکال لیتے ہین اور بناتے ہین یا وہ لوگ ہین جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہین یا وہ لوگ
ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر کرتے ہین اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو
اصحابون سے اور اگلے بزرگون سے نسبت دیکر اپنے دل مین گمان کرتے ہین کہ
راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہی اللہ پناہ مین رکھے ہمکو ایسون سے یہ ترجمہ ہے
شیخ عبدالحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوٰۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
مین ہی عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم
تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ
مسلم روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہونگے آخری زمانہ مین فریب کرنے والے جھوٹے یعنی ایک گروہ ہونگے

که وه اپنے تئین مکر اور فریب سے عالمون اور بزرگون اور نیک کارون اور واعظون کی
صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہونگے تاکہ اپنے جھوٹھ کو ملک مین پھیلاوین اور
لوگون کو جھوٹے مذہب اور بری سمجھ کی طرف بُلاوین اور لاتے ہین تمھارے پاس
حدیثین کہ نہ تم نے سنین انکو نہ تمھارے باپ دادانے اور مراد اون حدیثون سے
یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہے دوسرے آدمیون کی کہی باتون کو
سو دور رکھو تم آپ کو اُن سے اور دور رکھو انکو آپ سے اِسلئے کہ کہین گمراہ
نہ کردین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل
سیکھنے مین تو بہ احتیاط کرو اور نئے مذہب والون سے اور جن باتون پر اگلے اچھے
سب مسلمان نہون اوس سے الگ رہو خصوصاً اُن لوگون سے جو آدمیون کو ہدایت
کرنیکے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلاً سنت کے بہانے سے بُرے طریقہ کی طرف دعوۃ
کرتے ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ **نظم** چون بسے ابلیس آدم روی ہست +
پس بہر دستے نباید داد دست + حرف درویشان بدزدد مرد دون + تا بخواند
بر غبیے آن فسون + آنکہ صیاد آورد بانگ صفیر + تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر +
یہ ترجمہ فارسی شرح مشکوٰۃ کا ہے اور مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہے عن
علی رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشك ان یاتی علی
الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن
الا رسمه مساجدهم عامرة هی خراب من الهدی علماءهم شر من
تحت ادیم السماء من عندهم یخرج الفتنة وفیهم تعود رواه
البیهقی یعنی قریب ہے کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا
اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر لفظ اور خط اوسکا

السوال السابع

فی انه هل یجوز الخلط بین المذاهب الاربعة بان یعمل تارة علی مذهب ابی حنیفة وتارة اخری علی مذهب الشافعی وکرة علی طریقة مالك واخری علی طریقة احمد رح وهکذا مثلا قد یقول امین فی الصلوٰة سرا وقد یقول جهرا وقد یرفع یدیه عند التکبیر سوی تکبیرة الافتتاح وقد لا یرفع

مسجدین اونکی ظاہرمین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکے
بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہین فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر
اونہین کی طرف پھریگا اور مشکوٰۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ
کی ۴۰۳ صفحہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اتخذ الفئ دولا والامانۃ مغنما والزکوٰۃ مغرما
وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امراتہ وعق امہ وادنی
صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد و
ساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم
الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف وشربت
الخمور ولعن اخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند ذلک ریحا
حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وایات تتابع کنظام
قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہے ابوہریرہ رض سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ٹھیرالیوین لوٹ کے مال کو دولت
یعنی دولت مند اور منصب والے لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام
غازیون کا حق اوسمین متعلق ہے اپنے قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین
اورغریب اور مستحق کو اوس سے محروم رکھین اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت
یعنی جو چیز امانت رکھی جاوے کسی کے پاس اوسمین خیانت کرین اور اوسکو
بجاے لوٹ کے مال کے جو کافرون سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھین اور سمجھا
جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنی زکوٰۃ کے دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے
گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھ سے اونکے پاس سے مال لیا جاتا ہے اور سیکھا

لسابین من بذنب بین
یکون خرا وحجبین و
علی طالب العلم ان لا
یصاینفہ من الواجر
بن ابی اللیث فی بعض
قال الشیخ ابو عبد الرحمن
کتاب اصول الدین
جواہر الفتاوی من
فی مسائل التقلید

ھولاء فلو اکل من جم نفسہ
خبز لہ من ان یاکل بلا بینۃ
کما قال الحسن البصری رح
یلیع اقوام دینھم بثمن بخس
فبئس واللہ ما اتجروا واشتروا
الدنیا الفانیۃ الی اللہ ب
الاخرۃ الباقیۃ اعاذنا
اللہ تعالی منھم امین انتہی

نہ جاوے علم دین کے واسطے اور شریعت کے حکمون کے پھیلانے کے اور اللہ تعالیٰ
کی جناب مین نزدیکی حاصل کرنیکے لئے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑھانیکو
اور دنیا کے سردارون سے ملاپ کرنیکو اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی
بات مین جس مین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ کے موافق اور
دکھ دیوے آدمی بے وجہ شرعی کے اپنی مان کو اور ملاپ رکھے اپنے آشنا سے اور
کنارہ پکڑے اپنے باپ سے اور ظاہر ہووین آوازین اور بیہودہ باتین مسجدونمین
جیسا اس زمانے مین رائج ہو رہا ہے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمین
بدکار ہو اور کارباری اور معتمد بنے اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنے کامون مین اسکے
طرف حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کیجاوے کسی آدمی
کی اوسکی برائی کے ڈر سے مثلاً ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہوجاوے پھر
لوگ لاچار ہو کر اوس کے ڈر سے تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجالاوین اور
علانیہ پڑی پھرین لوگون مین گانے والی عورتین اور اونمین بلیجاوین اور ظاہر
ہون بجانے کی چیزین جیسے ڈھول طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب اور نشہ
کی چیزین اور لعنت کرین اوس امت کے پچھلے لوگ اگلون پر یعنی پچھلے اگلون پر
طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے
انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجھین جب ایسا کیا تو گویا
اون پر لعنت بھیجی جیسا نئے مذہب والے امامون کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ صلعم
اور اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم
جب یہ باتین ظاہر ہون سرخ ہوا کی اور زمین مین زلزلہ ہونیکی اور اوس کے
دھنس جانیکی اور آدمیون کی صورت بدل جانے کی دوسری بری صورت سے

عہ یعنی جو چیز کہ اجماع مرکب سے منع ہے اوسکو عمل مین لاتے ہین مثلاً ایک چیز ایک مذہب کے موافق برتی اور وہ دوسری کے مذہب کے مخالف ہے

اور پتھر گرنے کی آسمان سے اور قیامت کی علامتون کی کہ ایک پر ایک ظاہر
ہونگی جیس طرح جواہر کا ہار جو گوندھا ہوا ہی اور پھر ٹوٹ گیا اور جواہر اوس کے
گرنے لگے ایک کے بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نے **سولھوان سوال**
اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ مین حنفیون کے ساتھ جدال کرے مثلاً وہ روایت فقہ
کے رد مین کوئی حدیث لاوے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث
ضعیف ہے فلانے محدث نے اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول
بھی کہین ضعیف ہوتا ہے پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف
اوسکو کہتے ہین کہ جس کے راوی مین کچھ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت
پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے اعوذ باللہ من ذالک
تو پھر وہ کبھی چپ رہے کبھی اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبھی
اور کچھ بات درمیان مین لاکر شور وغل مچاوے کبھی اوس محدث پر طعن و
تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت سے کہا جاوے کہ آمین
شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہی تب کہے کہ
پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی مکروہ کام
کیا تھا تو ہم پھر کیا چیز ہین پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے
حق مین ہی اسواسطے کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہی تو پھر شور کے کہنے مین
وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہی اس لئے ہمارے حق مین مکروہ ہو گیا اور ایسا ہی
ارسال یعنی رکوع کے ارادے کے وقت ہاتھ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہی تو پھر
اوپر کو ہاتھ اوٹھانے سے وہ سنت موکدہ چھوٹتی ہی اسواسطے ہمارے حق مین
مکروہ ہوا پھر وہ اس جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوس

کے جواب مین کچھ غور نکرے اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین
شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو
امام شافعی رح کیون عمل کرتے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت
اسکی امام ابو حنیفہ رح کی تحقیق کی رو سے ثابت ہی اگر یہ منسوخیت امام شافعی رح
کو معلوم نہوئی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہونچی تو اوسمین کچھ خلل نہین امام شافعی رح
کچھ عالم الغیب نہ تھے کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کے اون کو معلوم
ہوتے اور اسی کے زعم کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا
امام اعظم رح عمل نہ کرتے باوجود اس بات کے کہ زمانہ امام اعظم رح کا بہت قریب تھا
حضرت صلعم کے زمانہ سے اور تحقیق انکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم ہوتا
تو پھر جو جواب تمہارا ہی وہی جواب ہمارا ہی پھر اس جواب کے بعد بھی سابق کی
طرح سے واہی تباہی باتین کہے اور اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگون
مین ظاہر کرے تب اوسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہی تو
کہے کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نے بنایا ہی اس مسئلہ کو
حدیث مین دکھاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہی تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہا نے
لکھا ہی حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہی پھر جب کہا جاوے
کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام
ابو حنیفہ مین ہی تب یون کہے کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہین وہ حدیث صحاح
ستہ مین دکھاؤ پھر جب اوسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلاً ہے
تب کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے پھر

اس شخص از اہل بدعت و اندکیا ہے
ہاے بلیتوا تو جبوا [illegible]
نہ جیسا کیا فرمایا ہے بعض علما اس
متقدمین مین رحمت کرے اللہ
تعالی اون پر کہ ایک شخص
حنفی مذہب اپنے مذہب کو
امام شافعی یا اور امام مالک رح
اور امام حنبل کے مذہب پر
ترجیح دے یعنی اون سے اچھا
اثر تحقیق مین پیا اثر جانے تو یہ
اور تحقیق درست اور صحیح ہے
جاننا اوسکا درست اور جو کوئی حنفی ہو اور
یا نہین اور جو کوئی کسی مذہب کی
امام شافعی وغیرہ کے مذہب
دلیلون کو ضعیف اور درست
جانے سو کیا ایسا شخص عمل
کرنیوالا عمل صالح کا ہوگا اور
اسمین اتباع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہوئی ہے یا نہین
اور جو کوئی چارون مذہب کی
دلیلون کو ضعیف جانکر اپنے
زعم مین حدیث کو صحیح سمجھ کر
اوسکی موافق عمل کرتا ہے
باوجودیکہ طاقت علمی اس کو
اسقدر نہین کہ صحیح اور
ضعیف اور [illegible]
حدیثون مین امتیاز کرسکے
اور مضبوط کو سست سے
جدا کرے اور چارون مذہب
کے حق ہونے پر انکار رکھتا
ہی اور علماء کے اجماع کو خلاف
جانتا ہی اور چارون
امامون کی تقلید کو

جب اوسکے جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور بہت سے فقہانے صحیح غیر منسوخ کہا ہی پھر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون اور فقہا کے مقابل مین کچھ اعتبار نہین رکھتا پھر وہ شخص یہ جواب سنکر بھی سابق کی طرح لا یعنی اور بے معنی بکتا ہی تو اب علماء سے سوال کیا جاتا ہی کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات مین لکھے گئے ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوئی اس طرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق مین سب مذکور ہوئے نہ سنے اور اپنی جدال اور نزاع سے باز نہ آوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہے اور اس حدیث کو جسکو امام اعظمؒ نے اور ہزارون فقہانے صحیح اور غیر منسوخ کہا ہی نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابون کو نہ مانے اور فقہاے محدثین کی جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے اور اس حدیث قوی کے مقابل مین دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا اختلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدون کو اونکی پیروی سے باز رکھے اور بیچاری عوام کو شک مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے بد اعتماد کروا دے اور امام اعظمؒ کی تقلید سے چھوڑوا دے اور اس اس طرح کے بے معنی شبہے اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحون مین مذکور ہو چکا جاہلون کے سامنے بیان کرے اور اونکو سکھلاوے اور جواب اوسکا نہ مانے تو وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنے والا اور ضال اور خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانیوالا ہے یا نہین جواب وے سب جوابات کہ اوس شخص کے سوالات مین دیئے گئے ہین سب درست اور راست بے کم و کاست ہین ان سب جوابون کی صحت و حقیت مین کچھ شک اور شبہ نہین ہی اور ایسا شخص جس کا احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالیٰ اعلم ہے

حقیقت حال سے اوسکے بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ ہو اور لوگون کو گمراہ بنانیوالا اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ وہ شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہو اور آیہ شریف مَا ضَرَبُوۡہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلۡ هُمۡ خَصِمُوۡنَ کے مورد کی جنس مین داخل ہو جیسا کہ شرح مشکوۃ کی اوّل جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکھا ہو وعن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھٰذہ الاٰیۃ مَا ضَرَبُوۡہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے گمراہ نہ ہوئی قوم بعد راہ پانے کے کہ جسپر وہ تھے مگر جب کہ دی گئی اون کو جدل اور جدل کے معنی دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا اور پیچ اپنے طریق کی جس سے مشہور اور جاری کرین جھوٹے مذہب کو اور گرادین سچے بنیاد کو پھر پڑھی حضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے آیت مَا ضَرَبُوۡہُ آخر تک اِس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللّٰہ تعالی نے اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوائے اللّٰہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب لکڑی ہین جہنم کی - شرک کرنے والے خوش ہوے اور دھوم مچائی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسی عم سے بہتر نہین ہین اور عیسی عم جو معبود نصاری کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ مین جاوینگے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بھی اُن کے ساتھ رہین اس مقام مین فرمایا ہی کہ مَا ضَرَبُوۡہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ یعنی یہ بحث

۳۵

سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفينا في الفروع يجب علينا ان نجيب بان مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفين خطا يحتمل الصواب

جو کافرون نے تیرے ساتھ کی ہی نہین کی اونھون نے مگر جھگڑے اور ضد اور شرارت
کی روسے کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی ع کو شامل نہین ہو سکتا اسلئے کہ کلمہ
ما کا عقل والون کے لئے نہین ہی چیز کے معنی مین مقرر ہے جسکے معنی جو چیز
اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہے جس کے معنی جو شخص اور
یہ لوگ جانتے ہین کہ عرب کے لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود اسکے صرف
ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچھ کر کے یون کہتے ہین اور روایت
ہے کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تھی حضرت ع نے فرمایا اسکو کہ افسوس ہے
تیری بوجھ پر کیا اچھا نادان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے **ستر ھوان**
سوال اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم رح کا ہو اور اونکے بعد
ہزارون محدثین اور فقہا اور علمانے اوس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور
اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آئے ہون اور فقہ کی کتاب مین بھی مندرج
ہو پھر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد نہ ہو ضعیف کہا ہو
یا دوسری حدیث اوس کے خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو اوس
حدیث مین کچھ شبہ یا خلل ہوگا یا نہین اور اس حدیث کے عمل کرنے مین
کچھ نقصان ہے یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف ہی اس
بات کے جاننے پر کہ پہلے درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے
اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو
صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہی جو سب آیات احکامی کو
اور اوس کے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اوسکے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکھا ہی خوب یاد رکھتا

ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویوں کے احوال کو
اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ
جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کے چند امور مذکور ہونگے اور سب اقسام
احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث
کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو
اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاسی کے نکالنے کی بھی رکھتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کے ساتھ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو
اوس کی دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع
یا قیاس سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کے معنی اور مراد اور تاویل کو خوب
تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی عبارت کو
جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور
احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہتیرے محدثون کا یہی حال
تھا پھر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث کا
اوسکو ضعیف کہنا کچھ معتبر نہین ہے خصوصاً جیسے مجتہد امام اعظم رح جنکا زمانہ
حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانہ سے بہت نزدیک تھا اور وہ تابعین
مین سے تھے بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنی تھین اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سو اونہون نے جس حدیث کو
صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بھی جو اس حدیث کو تحقیق
کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا تب اونہون نے بھی اپنی کتابون مین
درج کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اوس حدیث کی دلیل لائے تو اب اس حدیث

جوکوئی کہ قرآن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو درست جانے تو وہ چارون مذہب کی پیروی کو درست کہے سو مسلمان سنی کا معتقد وہ نہین ہے جو ابھی پیروی کو درست جانے اور کہے کہ یہ لوگ اور جوکوئی قرآن ہر ایک حدیثون مین کہ صحیح ہین یا غیر صحیح تو اور میرا جو ہین یا غیر صحیح کر سکتا ہو کہ ان علماء کی پیروی صحیح اور غیر صحیح فقہ کی قوت سے صحیح اور غیر صحیح ہین اختیار کر سکتے ہون اور اپنے عقل ناقص پر کسی حدیث کو صحیح یا غیر صحیح کہہ کے اور ایک جانب پر عمل اختیار کرے اور جوکوئی چارون مذہب کا حق ہونا نجانے اور اونکی پیروی کا انکار کرے وہ شخص صاحب ضلالت ہے یعنی بعضی صورتون مین وہ کافر ہے اور بعضی مین بدعتی خبیث اور بعضی صورتون مین فاسق ہے اور لفظ ضال عام ہے کافر اور بدعتی اور فاسق کے لئے ہے چنانچہ قرآن شریف مین تینون قسم پر ضال کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے اس سبب سے مولانا نے لفظ ضال کا لایا ہے جو اس جواب کا یہ ہوا کہ جو کوئی اپنے مذہب کو فروع پر مین لکھوا دیا ہے خلاصہ اپنے مذہب کو فروع پر بعض دوسرے کے مذہب پر ترجیح دیتا ہو وہ کہا

کی صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسی طرح کا شک شبہ نہین رہا پھر انکے بعد کوئی ایسی حدیث جو امام سے بہت پیچھے تھے اور درمیان اونکے اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹھ آٹھ دس دس واسطے راویون کے بلکہ زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا کہ امام اعظم رح کا تھا بلکہ قریب بھی نہ تھا بلکہ اونکو فقاہت مین بھی ایسا کمال نہ تھا جیسا کہ فقہاے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تھا اگر اونہون نے اپنے مذہب کے رعایت کی راہ سے یا تعصب کی روسے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون کے وسیلہ سے اونکو وہ حدیث پہنچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر نہ تھے اگر اس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم رح اور ہزارون فقہا کے صحیح کہنے کے مقابل مین اون کے مقلد کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اعتماد کے اور لایق اعتبار کے نہین ہی اور دوسری بات یہ ہی کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب مین ہی عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہی اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث مین ہی اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہی کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہی فقط اوسی کو فقہ کی کتاب مین درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لائے ہین اور جو حدیث ضعیف ہی اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہی کہ فلانی حدیث ضعیف ہی اور اگر کوئی حدیث ماول ہی تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھ بیان کیا ہی اور اگر منسوخ ہی تو اوسکی منسوخیت کی وجہ کو لکھا ہی برخلاف محدثون کے کہ اونہون نے صرف اسی بات کا التزام کیا ہی کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پھر وہ اور کسی طرح سے ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چھہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ کرکے مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کی حدیثین بھری ہوئی ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھ دیا ہی جس کا خلاصہ

یہ ہے اور امام ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ مین لکھا ہی پھر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظمؒ مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبھون نے بالاتفاق اوسکو صحیح غیر منسوخ لکھا ہوا اور فقہ کی کتاب مین بھی وہ مندرج ہو اگر اور کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اس کے مخالف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر مصنف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین کچھ خلل واقع نہو گا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین اٹھاوان **سوال** اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکرے مثلاً لہو یا پیپ کسی پھوڑے سے نکلنے مین جو ابو حنیفہؒ کے مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکرے یا کسی مذہب کی رعایت نکرے مثلاً ذکر کے چھونے سے بھی جو شافعیؒ کے مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکرے بلکہ اگر ایک وقت مین یہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نہ کرے حاصل یہ ہی کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبھی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبھی نکرے اور علماء حنفی سے بغض اور عداوت رکھے اور جو کوئی ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکھے سو ایسی کے پیچھے نماز مین اقتدا جائز ہی یا نہین **جواب** ایسے کے پیچھے ہرگز نماز درست نہین ہے درمختار فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہی اور حرمین شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہی اور وہان کے علماء کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہی اوسمین لکھا ہے ومخالف کالشافعی ان یتقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی ہی تو اوسکو تین حکم ہین پہلے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہی یعنی مثلاً جو چیز

بجا نا لیا پر علماے امت نے
اوس کو امیر المومنین بجانا
بلکہ جس نے اوس کو یون
کہا بیس کوڑے لگواے
پس ایسا ہی حال ہے اسکا
جو کہ کرین امامیہ ہون اور
مطلب اوسکا یہ کہ جو کوئی
میرے خرافات پر ایمان
لاوے تو وہ امام برحق کا
تابعدار ہے اور مسلمان

که حنفی مذہب مین اوسکے ساتھ نماز جائز نہین ہی اوس سے وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہین جیساکہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کی رعایت
کرتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین
اور اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنی ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہی یا نہین
تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہی پھر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہمارے مذہب
کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت
نکرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہووے گی اور فتاوی عالمگیری
مین کہ تمام علماء ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہی لکھا ہی اما الاقتداء
بالشافعی قالوا لا باس به اذا لم یکن متعصبا اور جامع الرموز مین ہے
لا باس به اذا لم یتعصب ای لم یبغض الحنفی یعنی شافعی المذہب کے
پیچھے اقتدا مضائقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سے بغض نرکھتا ہو پھر
جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکھتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہین ہی تو پھر ایسا شخص کہ علماء حنفی سے بغض اور نفرت رکھے ہرگز اوسکی اقتدا
درست نہین ہی بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق مین ہے واما الصلوٰۃ
خلف الشافعیۃ فمحاصل ما فی المجتبی انه اذا کان مراعیا للشرائط
والارکان عندنا فالاقتداء صحیح والا فلا یصح ولا خصوصیۃ
للشافعیه بل الصلوٰۃ خلف کل مخالف للمذہب کذلک جو کوئی
شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کی
جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت نکرتا ہو
تو اوس کی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین

خاص نہین ہی بلکہ اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا
یہی حکم ہے اور مولانا عبدالعزیز مرحوم نے راہ نجات کے ۱۳ صفحہ مین لکھا ہی کہ جس
شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جائز نہین **اُنیسوان سوال**
سواے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام
ابو حنیفہؒ اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے
سنت وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین
حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین **جواب** اولاً جاننا چاہیے کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لکھنے اور جمع کرنیکو فرمایا تھا پھر بہت سے
اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور
تقدیم وتاخیر مین اختلاف تھا پھر بعد حضرت صلعم کے سب اصحابون نے اتفاق کرکے
ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الٰہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا
بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لوگون کو جمع کرنے کو
حکم فرمایا اور نہ صحابہ نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض
اون کے فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنے جانتے تھے الگ الگ اونہون نے
اپنی یاد کے موافق اور جس نے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہہ جمع کرکے ایک
کتاب بنائی سو اس لئے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب
احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث کی
چھ کتابین لوگون مین مشہور ہین اون کے آپس مین بھی بہت اختلاف ہے
اور اون مین سب قول اور فعل حضرت صلعم کے جمع نہین ہین بلکہ ان چھ کتابون
کے سوا بہت سے کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چھ کتابین معتبر ہین ویسی

وہ بھی معتبر ہین جیسی مسند امام ابو حنیفہؒ اور موطا امام محمدؒ اور حجت امام محمدؒ اور
آثار امام محمدؒ اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اسقدر جاننا بہت ضرور
ہی کہ یہ چھ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اونمین سب حدیثین صحیح نہین
ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھا ہی اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر
مین پکارکر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ مین لکھ دیا ہی اور عبارت فتح القدیر کی
یہ ہی لیس حدیث صریح فی جہر التسمیۃ الا وفی اسنادہ مقال عند
اہل الحدیث ولہذا اعرض عنہ ارباب المسانید المشہورۃ فلم یخرجوا
شیئا منہا مع اشتمال کتبہم علی احادیث ضعیفۃ **بیسوان سوال**
حدیث مین آیا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری اُمت مین تہتر
فرقے ہونگے اونمین سے بہتر ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ
محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھیراویگا
سواب اوسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک
اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ کے موافق عمل کرنے کا دعویٰ
رکھتا ہی **جواب** پہلے جاننا چاہیے کہ ایک فرقہ اہل سنت کا اور بہتر فرقے اون کے
سوا سب قرآن اور حدیث سے دلیل لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے
ہین باوجود اس بات کے ایک گروہ اسمین سے سنت وجماعت کا ناجی اور باقی
بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہی کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات
ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہین اگرچہ اوس کی حقیقت
یا کُنہ عقل مین نہ آوے بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے

جواب مین ... نہین **تیسرا باب** ... اور بعضے ... کرتا ہی اور ایسے لوگ ضالین ... گمراہ ہونا اور گمراہ ... اور اس غلط ملط کو بدعت ... خواہش کے مطابق کرنا ... موافق اپنے نفس کی

... هذہ الروایۃ صحیحۃ ومثلها من کتب ... آخر لا حاجۃ الی ذکرها فاما اتباع الائمۃ الاربعۃ لعلمائنا واجب ... العوام من اعتقد غیرہم ... ان یکفر ...

الامۃ المرحومۃ الحنفیۃ قد اجمعوا علی مذاهب الاربعۃ وکان اقتداء العلماء النحریر والاولیاء الکثیر مثل غوث الاعظم وغیرہ باحد الائمۃ الاربعۃ فمن خالف الاجماع من الامۃ خالف الجماعۃ ومخالف الجماعۃ ... محلہ مذکور فی الشرع هکذا وجدت لمخالف والسلف

ترجمہ ... روایت صحیح ہی اور اسنا... کی روایت ہی اور اس

حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتی سنت کا اتباع اپنے اوپر
لازم اور واجب جانتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتے ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل
یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہون
کے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہی کہ جو قرآن و حدیث مین آیا ہے
اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلدی سے اوسکو قبول
کرلیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر
اعتقاد اور عمل رکھتے ہین اور اوسپر قرآن یا حدیث سے تاویل کرلتے ہو یا کسی
حیلہ اور فریب سے ہو دلیل لاتے ہین اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو
اونکی عقل اور خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوس کی تاویل
کرتے ہین اور کبھی اہل اجماع پر طعن و تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوس کے
دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین اسی
واسطے اہل سنت و جماعت اون لوگون کو اہل ہوا کہتے ہین یعنی خواہش نفسانی
کی پیروی کرنے والے چنانچہ رافضیون نے نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ
اَنّٰى شِئْتُمْ آیہ قرآن کے معنون مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے
بہکانے سے سیاق و سباق کلام اللہ پر لحاظ نہ کرکے اندھے بنکے حکم کیا کہ عورت
کی دُبر مین بھی دخول کرنا جائز ہے اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیت سے جو اونکی
عقل مین نہ آئی باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہوگئے

اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر
چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوس کے دریافت سے عاجز ہے اور قوم رافضی حضرت
ابوبکر کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اسکے کہ تمام صحابہ کا اونکی خلافت پر
اجماع تھا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نہ تھا اس اجماع کو نہین مانتے
ہین اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار تھے اون کو
برا جانتے ہین اور بد کہتے ہین الغرض سوا اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل حق
یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا
اسواسطے وہ جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا اور سنی لوگون نے سنت اور جماعت کی
پیروی کی اس لیے وہ جنتی ہوے اللّٰہم ثبتنا معہم فی الدنیا والآخرۃ

اکیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ ان لوگون کا سا
ہووے یعنی اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ مین دخل
دیوین اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکرین اور علماء کے اجماع کو
بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجھین اور سواد اعظم
یعنی بڑی جماعت کی تبعیت نکرین بلکہ اپنی راے پر چلین اور اوس کو رواج
دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور جو
برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوس کی تاویل کرین مثلاً جب وہ قوم کہین کہ
عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین
صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوس کے ہرگز
عمل مین نہ لاؤ بلکہ یون بھی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی
جماعت ہون اوسی کو لازم پکڑو جو اوس کے خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا

جیسا کہ یہ حدیث مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام کے ۲۴ صفحہ مین موجود ہے

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار رواہ الترمذی روایت ہی ابن عمرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا وس سے جا پڑا وہ جہنم مین وعنہ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ اور اونھین ابن عمرؓ سے روایت ہی پیروی کرو بڑی جماعت کی سو مقرر یون ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ مین وعن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ احمد روایت ہی ابی ذرؓ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بھر بیشک نکالی اوسنے ڈوری اسلام کی اپنی گردن سے پھر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہی کہ جبکا مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکھا ہی کہ اس زمانے مین اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بھی اوس پر لازم ہی کہ ایک طریقہ ان چار مذہبون سے اختیار کرلے ان چار کے خلاف نکرے اور کوئی نیا مذہب نہ نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا ان کے نکرے چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سے علماے حرمین شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ ونظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوس پر کیون نہین عمل کرتے ہو تب اس کے جواب مین کبھی چپ رہ جاوین

فلو انہم احد منہما کابی حنیفۃ والشافعی رحمہما اللہ فیلزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل العلامہ علی القاری در المختار وقال الشیخ العالم الکامل المحدث الفقیہ المتقی عبد الرؤف المناوی فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر یجب علینا اعتقاد ان الائمۃ الاربعۃ ولا یجوز تقلید الصحابۃ وکذا التابعین کما قالہ امام الحرمین من کل من لم یدون مذہبہ فیتعین تقلید غیر الاربعۃ فی القضاء والفتیا لان مذاہب الاربعۃ انتشرت وتحررت وقد نقل الامام الرازی رح اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ وغیرہم وہکذا قال الامام المحقق النووی فی شرح الاربعین وہکذا قال ابن المحقق رسالۃ وقال الحافظ الاجل جلال الدین السیوطی فی رسالۃ ان جماعۃ من الناس قالوا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے
مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہ سب بھی درست ہو جاویگا
نعوذ باللہ منہم کہان افعال جُہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہان اجماع علما
الغرض علمار کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے
عوام کو علمار کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراوین اور کبھی اوس حدیث کو
ضعیف کہین اور کبھی حدیث کے معنی اَور کچھ اپنے دل سے ٹھیرا کر کہ عوام کو بہکاوین
دوسری مثال یہ ہے کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مسلمانون
مین فتنہ اور فساد ڈالے اور اون کی جماعت مین تفرقہ کراوے تو اوسکو قتل کرو
وہ بہت بُرا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے سوالات کے جواب مین
مذکور ہوئی سوتم مسلمانون کے گروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ
تعالیٰ نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگون مین فساد نہ ڈالو یہ بہت برا کام ہے
تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتی ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ
کے موافق چلتے ہین اور دوسرون کو چلاتے ہین اور کہین کہ ہم تو سنوارتے
ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتے ہین قَالُوا إِنَّمَا
نَحْنُ مُصْلِحُونَ تو اِس گروہ کے یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ امامون
کو اور اونکے مقلدون کو خصوصاً مقلدون کو امام اعظمؒ کے سمجھتے ہین کہ وہ
لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے
ہین سو یہ جھوٹے ہین اَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ
یعنی مقرر وہی فساد ڈالتے ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب غور نہین کرتے

المزخرفة بجواب صح من هذه الاقوال
الیٰ یا نون بر یدون
والهدى والعلم
نهم منحرفون عن الرشاد
من ابن مذاهب الاربعة
جائز بشی واحد و

کتابون مین لکھا ہے اون کتابون سے شرح عین العلم کی ہے ملا علی قاری
ایک مذہب کو جیسا مذہب ابو حنیفہ کا یا شافعی کا رحمت کرے اللہ
اون پر سو لازم ہے کہ ہمیشہ رہے اسپر پھر دوسرے مذہب کی تقلید
نہ کرے کسی ایک مسئلہ

اور نہ باز آتے تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق
مذکور ہوا ہی بدعت شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی اور رافضی
کے اور اقوال اور افعال مین مانند بہت سے فرقہ ضالہ اور گمراہ کے اور گفتگو اور
سوالات اور جوابات مین مانند منافقون اور مشرکون کے ہین یا نہین **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ برحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اون کے
حقیقت حال سے بیشک وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور
اعمال کی روسے بدعت اور ہوا مین پڑی ہوئی ہین اور بہت سے فرقہ ضالہ و
مضلہ کے مانند اقوال اور افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانے والے ہین
اور مشرکون اور منافقون کے مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنے والے ہین سابق
اسکے جوابون مین دلیلین اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے
مذکور ہوچکی ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہی بلکہ جسکو ذرا سا بھی
علم اور اوسکے دل مین کچھ انصاف ہی تو اوسپر ظاہر و باہر ہے نعوذ باللہ من
شرور انفسھم ومن سیئات اعمالھم ومن قبیحات اقوالھم
وقبایح احوالھم وشنائع افعالھم

بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا
ان چار مذہبون مین سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے
ملکون مین محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہی حاصل ہوتا ہے یا اونکے
خلاف نیا مذہب نکالنے سے اور کسی کو اونکے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے
یا نہین **جواب** یہ چار مذہب جو مشہور ہین انہین سے ایک کی پیروی
کرنے سے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو اونکے مقلد پر انکار درست نہین ہی فتوے
مین علماء الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کی کتاب تجنیس و مزید سے منقول ہی
فابو حنیفة ومالك وشافعی واحمد كل واحد منهم من اهل
ذكر الذين وجب سوالهم واتباعهم لمن لم يصل الى درجة
النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدين فی
طهارته او صلاته او فی شیء مما جری به التكليف بقول
واحد منهم مقلدا له فقد ادی ما عليه وليس لاحد ممن هو
فی درجة التقليد ولا لمجتهد الانكار عليه خلاصہ اس کا یہ ہے
کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد ہر ایک انمین سے ایسے
عالم تھے کہ جن سے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہی پھر جب کوئی
مقلدین پیروی کرے انمین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی
امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تھا اسپر اور نہین پہنچتا ہے کسی کو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے مایة المسائل
کے ۱۰۱ صفحہ مین مسائل کے جواب مین لکھا ہی اسکا ترجمہ یہ ہے چارون مذہب
بدعت نہین نہ سئیہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی سنت
کی ہے کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کی جہت سے ہی
اور صحابہ کی پیروی کرنے مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اهتدیتم وارد ہے یعنی صحابہ میرے تارون کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگے
ہدایت پاؤگے یا اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے

جماعت اور سواد اعظم انکی بہتر دین و دیانت اور تحقیقات علم مین پائی گئی اسے سوا ظاہر اممکن نہین اسی واسطے باجماع امت حکم ہوا عوام کو منع کرنے کا چارون اور کسی کی پیروی سے ان چارون کے سوا اگرچہ وہ کہین کہ ہم صحابہ اور تابعین کی پیروی کرتے ہین کیونکہ صحابہ اور تابعین کی پیروی
مذہب سے اور کوئی بڑی اور دیانت کسو کے ان چار کوئی تحقیق جماعت سے زیادہ اوس جماعت سے زیادہ بھی معاف نہین جب تک کرنا اوسکو ایک مسلم مین پھر اس جماعت کے خلاف کی راہ ثابت ہو گئی

ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سے یعنی مضبوط دلیلوں سے ثابت ہے پس پیروی ان مذہبون کی حقیقت مین پیروی نص کی ہے اور اختلاف ان مذہبون کا اس سبب سے بھی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا فرمایا کہ نہ پڑھے کوئی تم مین سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پھر بعضون نے اونمین سے راہ مین نماز پڑھ لی یہ سمجھ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تھا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہ کہ وقت آئے پر بھی نماز نہ پڑھین اور بعضون نے حدیث کے ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے راہ مین نماز نہ پڑھی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئے پھر حضرت نے یہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جائز ہوا اور یہی طور ہے چارون مذہبون کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اوسی کتاب مین ہے ہرگز اون کے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر اور باطن کے اعتبار سے پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذاب کا اور یہ عبارت بھی اوسمین ہے فرض و نفل کی نماز اونکے مقلدون کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چھوڑی جاویگی کیونکہ تقلید اونہون کی تقلید سنت کی ہے اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی

تیئیسوان سوال اس زمانے مین ان چار مذہبون کو چھوڑ کر پانچوان طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علماء سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصا ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بسبب
عوام لوگون کو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہے اور اس
جہت سے شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے
اس لئے اس زمانے مین نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل
اور حرام ہے چنانچہ اکثر علماء دیندار اور فضلاء نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابون
مین لکھا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہے اجمع المحققون علی منع العوام من
تقلید اعیان الصحابة رض بل علیهم اتباع الذین سبروا فهذبوا ونقحوا
وجمعوا وعلیه بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الاربعة لان ذلك
لم یدر فی غیرهم اتفاق کیا محققون نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنے
سے صحابہ کی بلکہ اون پر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدون کی جنہون نے
علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح
نے بنا کیا کہ سوائے ان چار امامون کے اور کسی کی تقلید منع کی جاویگی اسواسطے کہ
یہ سب باتین اور کسی مجتہدین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہے وما
خالف الائمة الاربعة مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان
الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للاربعة لانضباط
مذاهبهم وکثرة اتباعهم اور جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول کا
سو وہ اجماع کا مخالف ہے اور تصریح کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علماء
کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہے ان چار امامون کے اسواسطے
کہ ان امامون کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہے اور اونکی پیروی کرنیوالی بڑی
بڑی جماعت ہین یعنی ان امامون کے مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ

ہم فرض ہے اور کتابون مین صالحون کی بڑی ہوئی یہ ان تقلید علمی کی تاکید ہے کو جو کوئی ان کتابون یعنی اشباہ کا یا شرح ملا علی قاری مجمع بین العلم کی شرح مین لکھا ہے اوس کا یا درمختار رکھا یا فیض القدیر کا یا امام نووی کی شرح اربعین کا انکار کرے یا ان کتابون کی عبارت کو بدعت سیئہ سمجھے وہ بے شک مردود اور مطرود ہے اسکو اہل سنت وجماعت مین گننا بیجا ہے اور نہ اوسکی بات پر اعتماد۔ وہ بدعتی جاہل ہے ضال ہے اور جو کچھ علم رکھتا ہے تو مضل ہے

اور مغضوب علیہ اور اونکے ایک بات اگر وہ نے اوبھی عبارت کے نیچے لکھا ہے وما قال علماء زماننا صحیح و ان اللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید یعنی ہمارے زمانے کے علماء نے یعنی

چھٹا باب

بیان مین جواب بادشاہی مفتی سید احمد سعید علی خان رحمۃ اللہ حنفی المذہب از ترجیح و اون سے اتمہ مذہب خود را بر مذاہب دیگر صحیح و درست است عامہ مسلمین بلکہ عالمہ غیر مجتہد از تقلید یکے از مذاہب اربعہ واجب و منحصر است پس واجب و منحصر مذہب اربعہ بعد ثبوت حقیقت مذہب سفصل ورین نہی جو پیدا ران کمر ل

ہین اور سواد اعظم کی تبعیت کرنے کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب
فرمایا ہے تو پھر اس سے معلوم ہوا کہ جسنے ان چار امامون مین سے کسی ایک کی پیروی
نہین کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا
مخالف بنا اور اونکے فرمانے کے بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہی
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من
شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص
دور رہیگا جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکھا ہی و فی
زماننا ھذا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ھذہ المذاھب الاربعۃ
فی الحکم المتفق علیہ بینھم و فی الحکم المختلف فیہ ایضاً قال
المناوی فی شرح الجامع الصغیر ولا یجوز الیوم تقلید غیر الائمۃ
الاربعۃ فی قضاء ولا افتاء ہماری اس زمانہ مین منحصر ہوئی ہے
تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار مین سے
سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے اور کہا ہی مناوی نے جامع صغیر کے
شرح مین جائز نہین ہی اس زمانہ مین تقلید کرنی سوائے ان چار امامون کے نہ تو
قضا مین نہ فتویٰ مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہی ان کے مذہب کے سوا حکم کرنا
اور نہ مفتی کو جائز ہی فتویٰ دینا اور تفسیر احمدی مین ہی قد وقع الاجماع
علی ان الاتباع انما یجوز للاربع فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتھداً
مخالفاً لھم بے شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہی مگر
ان چار امامون مین سے ایک کے پھر جائز نہین ہی پیروی کرنی اُس شخص
کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہو اور وہ مخالف ہو ان چار امامون کا

فماذا العلماء المحققین الا الضلال وائمۃ المسلمین فیما فعلوا و امروا الناس بالعمل بھا کانوا محققین فانھم کانوا فی طلبۃ الحق واما حق عامۃ المسلمین

لھم یکون فی وسع کل واحد ان یرجح الاقاویل و یجتھد لکن ینبغی ان یرجح اماما و یکون متبعاً لہ جواھر الفتاوی فی السراجیۃ و عن خلف ابن ایوب البلخی قال ان اللہ جعل العلم بعد نبیہ فی اصحابہ ثم بعدھم فی التابعین ثم بعدھم فی ابی حنیفۃ و اصحابہ فمن شاء فلیرض و من شاء فلیسخط خزانۃ الروایات اس مفتی کی عمر مین گھڑا ہے

سرح الطامع بنا الحنفیۃ مفتی محمد ابو العلا المطلب سعید محمد علی خان

اور اوسی تفسیر احمدی مین لکھا ہی والانصاف ان انحصار المذاهب
فی الاربعة واتباعهم فضل الٰهی وقبولية عند الله تعالیٰ لامجال
فيه للتوجيهات والادلة اور انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا
ان چار مذہب مین اور منحصر ہونے پیروی انہین چار مین یہ فضل ہی اللہ تعالےٰ
کا اور مقبولیت ہی اوسکی پھر اس بات مین دلیل اور توجیہہ کو کچھ دخل نہین ہی
اور شرح سفر السعادت کے ۳۸ صفحہ مین جو لکھا ہی اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ دین
کے مجتہدون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکے اصحاب کی
روایتون کو چن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور
تاویل فرماکے آپس مین اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہی
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کے وہ قوت اور طاقت کہان ہی کہ یہ
کام اون کے ہاتھ سے نکلے انکی راہ یہی ہی کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور
اونکے طریقے پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضے علمار نے مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ
کی روایت سے یون لکھا ہی کہ چارون مجتہدون نے جو فرمایا ہی کہ جو کوئی
ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہیئے کہ وہ حدیث پر عمل کرے
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہی تو یہ کہنا اونکا انکے زمانے سے علاقہ رکھتا ہے
کیونکہ اونکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اسلیئے بعد انکے جتنے علمار گذرے
باوجودیکہ اُن کو مسائل کے نکالنے کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا
علم اور فقیہون کے اختلاف کی شناسائی حاصل تھی پھر بھی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلے اسی واسطے کہ جیسے سمجھ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی
ستھرائی اور قلب کی روشنی اور بے طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش

نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی بوجھ کا قدیم لغتون
کے موافق اون مجتہدون مین تھے اپنی ذات مین اونہون نے بتائے اور ویسی
تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل کے نکالنے کی اونہین حاصل نہ ہولی اور
مسئلون کے نادرست اور درست کرنے مین کوئی دوسری راہ سوائے اون لوگون
کے مقرر کی ہولی میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چارون امامون
کی تقلید کے واجب ٹھیر جانے پر اور اللہ تعالیٰ اونپر رحمت کرے کہ اچھے
طریقے اور مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اونمین سے
ایک یہ ہی کہ لوگون کی سرشت مین یہ بات ہی کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر نازان
ہوتا ہے اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملاً اسپر اعتقاد رکھتا ہو پھر بھی
بسبب اسکے کہ اوس کے دل مین ایک بات ٹھیر رہی ہی اچھی بات کو بھی
ان کی قبول نہین کرتا پھر اپنی برابر کے لوگون کے قول کا تو کیا ٹھکانا پس اس
صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کرکے خلاف اگلون کے
احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق
ایک نئی راہ پر چلنے لگتا اسمین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شریعت
کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی نہ رہتی اور ٹوٹ جاتی
اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک چار مذہب
پر لوگ مضبوط نہین ہوئے تھے اور اون کی پیروی اختیار نہین کی تھی
ستر اور کئی فرقے ہو گئے تھے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے مگر بعد اس کے
جب علماؤن نے ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اونکے موافق احکام
کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹھیرایا تب

اُن چار کے سوا دوسرا اپنا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو تو بسبب اجماع علماء دیندار کے اور مدد سے پادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج ہونے پایا خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے ہے والحاصل انه لا ينبغي لعاقل ان يختار في الدين طريقة الا ما ارتضاها السلف والخلف وتواترت روايته وحصل الاجماع في كل عصر على حقية ذلك ولم يوجد متصف كذلك الا ما اجمع عليه العلماء من حقية المذاهب الاربعة عصراً بعد عصر وتلقتهم الامة بالقبول واما ما لم ينقل متواتراً ولم يجمع على حقيته ولم تلقته الامة كلها بالقبول فلا يلتفت اليه ولا يعول عليه حاصل یہ ہے کہ لایق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلے علماء اور پچھلے فضلاء نے اور روایت اوس کی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیقت اوسکی اجماع سے علماء کے ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب کو سب علماء نے انکی حقیت پر اجماع کیا ہی اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہی اور جو مذہب کہ تواتر سے منقول نہین ہی اور علماء نے بھی اوس کے حقیت پر اجماع نہین کیا ہی اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہی تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر اعتماد نہ کیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین **جو بیسوان سوال** جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نہ رکھتا ہو اوسکو واجب ہی کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جائز ہے کہ قرآن اور حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنی

کسی امام مجتہد کی اوسپر واجب ہی اور اوس کو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا
موافق اپنی سمجھ کے درست نہین لیکن یہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ مُراد
مجتہد سے وہ شخص ہے کہ جس سے اجتہاد پر تمام علمار کا اتفاق ہو اور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہوا اور اوس کا مذہب
نقل متواتر سے منقول ہو سوا ایسے یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل
شرق اور غرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا ان کے اجتہاد پر اجماع ہے
اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے عظام کہ ان کے بعد گذرے انہین
چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئے اور اونکے سوا اَور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علمائ کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہی اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے
مروی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین سوال سابق کے مذکور
ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکھتا ہو یا بعضے جاہل یا بعضے
فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو
مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جائز نہین ہے دلیل اس حکم کی
بہت سی کتابون مین لکھی ہی اختصار کے واسطے چند کتاب سے لکھا جاتا ہی
کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی العامی اذا سمع حدیثا لیس له ان
یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف
الفتوی یعنی عامی جب سے کسی حدیث کو تو جائز نہین ہی کہ اس حدیث کے
ظاہر سے جو سمجھا جاوے اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہی کہ ظاہر معنی اس کے
مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنی حکم مجتہد کے کہ یہ شبہ اور گمان
وہان نہین ہی اسواسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے اور اسی

[illegible] مسلم کی حدیثون کو اور مسلم
نے بخاری کی حدیثون کو
اور ابو داود نے ترمذی کی
اور ترمذی نے ابو داود
کی حدیثون کو رد کیا اور امام
شافعی نے بہت حدیثین صحاح
ستہ کی رد کین معاذ الله من
ذالک الفہم [illegible] باب
ساتوان بیان مین جواب
[illegible]
دلائل مذہب خود را از دلائل
دیگر مذاہب مظنون الحقیه
پندارد کما وقع فی الاشباه
والنظائر وقال فی جامع الرموز
اعلم ان المذاهب ان لا یقلد
الصحابة والتابعون الا
ابو حنیفة فان عیسی علیه
السلام حین ینزل من
السماء یحکم بمذهبه
کما فی الفصول الستة
انتهی وفی السراجیة قال
الشافعی رحمهم الله الناس
کلهم عیال ابی حنیفة فی
الفقه ولهذا قیل سلم
لابی حنیفة سبعة اثمان

کفایہ کی کتاب الصوم میں ہے ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یوخذ منہ
الفقہ ویعتمد علیہ فی البلدة فی الفتوی واذا کان المفتی علی
ھذہ الصفة فعلی العامی تقلیدہ وان کان المفتی اخطا فی
ذالک ولا یعتبر بغیرہ ھکذا روی الحسن عن ابی حنیفةؒ وابن
رستم عن محمد و بشیر عن ابی یوسف رحمہم اللہ تعالی یعنی لائق
یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہوں اور
علم فقہ کو سیکھتے ہوں اور اوس شہر میں اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہوں اور
مفتی جب اِس طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہی اگرچہ مفتی خطا
بھی کرے اور عامی اوس کی پیروی کے سوا اور کچھ اعتبار نکرے یعنی جو مفتی
اس طرح کا نہو تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا اس بات کو حسن نے
امام ابو حنیفہؒ سے اور ابن رستم نے امام محمدؒ سے اور بشیر نے ابی یوسفؒ سے
اور تقریر شرح تحریر میں ہے لیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز
کونہ مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء
لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفة صحیح الاخبار وسقیمھا
وناسخھا ومنسوخھا فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیہ یعنی عامی کو
حدیث کی ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہیں ہی شاید اوسکی ظاہر معنی مراد نہوں
یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطے کہ اُس عامی
کو معلوم نہیں ہی کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ
اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کرکے کسی حدیث پر عمل کرے
تو اوسپر جو واجب ہی اوس کو چھوڑنیوالا ہوا یعنی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے

فرمایا ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو امور دینی کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکے آیا ہے غیر المجتهد المطلق یلزمه عند الجمهور التقلید وان کان مجتهداً فی بعض المسائل الفقهیة او بعض العلوم یعنی جو کوئی مجتہد مستقل نہو اگرچہ بعضے مسئلہ فقہیہ مین یا بعضے علم مین وہ اجتہاد کی طاقت رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ مین ہی الفتوٰی فی حق الجاهل بمنزلة الاجتهاد فی حق المجتهد یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکھتا ہو اوسکو مجتہد کے فتوٰی پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ مجتہد پر اپنے اجتہاد کے موافق عمل کرنا واجب ہی اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقر کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر مین لکھا ہی کہ کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند ازان جملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب متخیر لازم الاتباع است بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر است فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگون کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہی وہ چھ گروہ ہین اونمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت کے مشائخ ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہی عوام پر اسواسطے کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار انکو معلوم ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی سوال کرو شریعت کے احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے ہو تم اور مولانا شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین لکھا ہی چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را بگذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد

درینجا اختلافے در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ گویند کہ مقتدا حقیقی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم است و دیگران ہمہ تابع وے و چون بہ یقین معلوم شود کہ او فرمودہ است در پے دیگرے رفتن معقول نبود و این طریقہ متقدمان است اما درین روزگار پس این کار صورت نہ بندد وجہ مجتہدان دین احادیث و آثار را تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و تطبیق و توفیق میان آنہا دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علماے ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجا ہست کہ این کار از دست ایشان آید ایشان را جز متابعت مجتہدان کردن و در پے ایشان رفتن سبیلے نبود و چارہ نے خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جب اجماع سے علماء کے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا ضرور ہی تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب کے خلاف اوسکی نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہین تو اِس مین درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشواے حقیقی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب تابع اونکے پھر جب یقیناً معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہی لیکن اس زمانہ مین یہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو چُن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اونکی آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے

کہ جان رکھے طالب علم کہ بیچ ہدایہ اور کما جامع الرموز مین جیسا کہ کتاب اشباہ و نظائر مین قریب یقین کے پہنچے مذہب کی دلیلون سے تحقیق پر غالب جانے اور ابھی اپنے مذہب کو اور مذہبون تو ہم حنفی مذہب

تحقیق مذہب یہ ہے کہ تقلید کی نہ جاوے اصحاب کی اور نہ تابعین کی مگر ابو حنیفہ کی تحقیق سو یون ہے کہ جب عیسی علیہ السلام اوترینگے آسمان سے حکم جاری کرینگے ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق اور اسی طرح بیچ فصول ستہ مین بھی خواجہ محمد پارسا

نے لکھا ہے

حنفی اصول نے فصول ستہ مین اور اپنی کتاب فصول ستہ مین امام شافعی ہدایہ مین ہے کہ فرمایا امام ابن عباس ... اور اسی واسطے ابو حنیفہ کی ... کہا ہے علماء نے ایک ... ابو حنیفہ ... سب ... مین اور ابو حنیفہ کو ... مذہب سے موافق و عمومی عمل حدیث صحیح کے کرتا ہے اور کتاب علمی استفسار نہین رکھنا کہ حدیث صحیح اور ضعیف اور متعارض مین فرق

عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کے عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے
کہ یہ کام انکے ہاتھون سے نکلے اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کی
پیروی کرین اور اونکے طریقہ پر چلین سوا اسکے اوٗر کچھ تدبیر اور سبیل نہین ہے
یعنی اس زمانے کے لوگون کو اس قدر لیاقت نہین ہے کہ اپنی تحقیق سے
ناسخ کو منسوخ سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث
مجمل کی تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح
دین اسواسطے کسی کو جائز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے ویسا عمل مین لاوے
بلکہ یہی فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنی سمجھ کے موافق قرآن
اور حدیث پر عمل نکرے اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے لکھا ہے
الاجماع قد حصل علی حقیة المذاهب الاربعة وتخلف ذلك
فیما سواها وان الامة جمیعها قد تلقت المذاهب
الاربعة بالقبول ولم یحصل ذلك لغیرها وقد اوجب الله
تعالی علی من یعلم طرق الاجتهاد ولم یعلم ما کان علیه
الصدر الاول من الصحابة من اقوالهم وافعالهم ان
یسئال ولا یعمل الا بما یفتیه المفتی من الائمة الاربعة
لعدم الحجة فیمن سواهم قال الله تعالی فاسئلوا اهل الذکر
ان کنتم لا تعلمون اجماع علماء کا حق ہونے پر ان چار مذہب کے ثابت
ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے
ان چارون کو قبول کیا ہے اور انکے غیر کو قبول نہین کیا اور بیشک خدائے
تعالی نے اُس شخص پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ سے

فرمایا ہی اور کیا ہی اوسکو بھی نہ جانے ہی واجب کیا ہی کہ شرع کے حکمون کو سوال
کرے اور عمل کرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام کے ان
چارون امامون مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکے اور کچھ دلیل نہین ہی
فرمایا ہی اللہ تعالی نے پہر سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہین جانتے اور شیخ عبد الحق
دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے ۱۸ صفحہ مین لکھا ہے گفتہ است محقق
حنفیہ شیخ کمال الدین ابن ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث و
تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جائز نیست در وے تقلید
زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطے کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری
و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرائط راوی از حکم کردن بخاری و مسلم بآن جزم نمی
توان کرد چہ جائز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ بتحقیق اخراج کردہ است
مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب
بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد
علما و صواب دید ایشان باشد و ہمچنین در شروط صحت و ضعف پس جائز است
کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثے در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را
یا راجح آید بران و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین
و اکابر سلف است و چون ایشان حدیثے را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودند
پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علما محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد و الزام
ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہی کہ محدث محقق
ابن ہمام نے کہا ہی کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم زیادہ
صحیح ہی اور کتابون سے اور یہ دونون مقدم ہین اور کتابون پر تو یہ کہنا

اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے اور کسی مجتہد کے مقلد کو اس بات
کی پیروی کرنی درست نہین ہے اسواسطے کہ ان دونون کتابون کا صحیح
ہونا نہین ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور مسلم نے جن شرطون کو کہ
راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تلاش کے موافق ان
حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہے اس بات مین کہ
بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وہ سب شرطین اون راویون مین مجتمع تھین یقین
ہی نہین ہو سکتا ہے کہ واقع مین بھی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت مین
ویسا نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ راوی کے ظاہر حال کو دیکھکر اونہون نے
مثلاً عادل سمجھا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اسلئے کہ مسلم
نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ ان راویون مین کچھ
خلل اور نقصان تھا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بھی حال ہے تو اب اعتماد
راویون کے احوال مین علماے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث
کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بھی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنی مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جس کو اوسکے امام نے معتمد کہا
ہو اور اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکی امام نے صحیح
فرمایا ہو تو پھر جائز ہے کہ کوئی حدیث سواے ان دو کتابون کے اور کسی
کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اُن کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے سو خلاصہ
اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے قول پر اعتماد
ہے محدثون کے نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پھر اوس کے

امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوس کے حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کے قول پر اعتماد نہین توپھر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول کرلی
اور اوس پر عمل فرمایا توپھر حدیث سے اون محدثون کے جو لوگون مین
مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہے اور مجتہد کو الزام دینا محدث
کے قول سے محض بیجا اور دعوی بے دلیل ہے یعنی جب کسی مجتہد نے ایک
حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا تو اب اوس کے مقابل مین
اور کسی حدیث سے جس کو کسی محدث نے روایت کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین
اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کی تقلید سے پھرنا اور اوس کے
مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر السعادت
کے ۳۳ صفحہ مین ہے نزد قدماے آئمہ مجتہدین وکبراے ایشان علمے وافر
از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علماے متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطۂ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول
کرد برطبق کلامے کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تھا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز ان مین بڑی کامل تھی یعنی حدیثون کا احاطہ اور
تلاش مین اور ہر حدیث کے حال دریافت کرنے مین جس قدر ان چار امامون
کو علم اور امتیاز تھا ان محدثون مشہورون کے تئین اس قدر نہ تو علم تھا نہ امتیاز
تھا تو پھر ان مجتہدون کو الزام دینا جائز نہین ہے قول سے ان محدثون کے
اور حکم کرنے سے اون جماعت کے یعنی محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے

اور اونکے جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا
ہی اور محدثون کے قول کے اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے پھرنا درست
نہین ہی جیسا کہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور حاصل ان
دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہے کہ امام ہمام ابن ہمام محدث
نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوئی محدث اونکے مانند
نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیون کو تقلید کرنی
اوسکی درست نہین ہے اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے ضعیف
کہا ہو تو ہم کو پیروی کرنی اوس کی جائز نہین ہی اس واسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت سے
راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین بعضے محدثون نے
اون کو عادل سمجھا ہے اور بعضے دوسرے نے اونہین غیر عادل ٹھیرایا
ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل کہا ہے
وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور اسی طرح جس
راوی کو اونہون نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے امام کی تلاش
مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہم کو مگر اس چیز پر کہ
ہمارے امام نے کہا ہے پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث کو
قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب العمل
ہے اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جس کو اون مشہور محدثون نے
روایت کیا ہے اور اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہین ہے اور اون کے

مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین لکھا ہی این چہارتن از
امامان دین ومقتدایان ملت اند کہ ضبط وربط احادیث واقوال صحابہ و
سلف وتطبیق وتوفیق میان آنہا نمودہ وتفسیر تاویل وبیان ناسخ ومنسوخ
کردہ وغایت بذل جہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس ع اجتہاد
از نصوص کتاب وسنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
وسیلہ نیست ومشائخ طریقت وبزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند یا رب
مگر آنہا نیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان براے
خود اجتہادے می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ یہ چار
مجتہد دین کے امام اور ملت اسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کے
حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کرا اور اون سب کے میان موافقت اور
مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت
کوشش وجانفشانی اور مشقت وحیرانی اوٹھا شرع کے حکمون کو اونکی
دلیلون سے چنکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سواے پیروی کرنے
ان چار امامون مین سے ایک کے اور کچھ تدبیر بن نہین پڑتی ہے شریعت کے
علما اور طریقت کے اولیا بھی اسی مذہب پر تھے مگر ان لوگون مین سے
جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ
ان چار امامون کے موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے
۲۶ صفحہ مین ہے وبالجملہ مذہب حق وطریق وصول بمنزل مقصود و
ابواب درآمد خانہ دین این چہار است ہر کہ راہے ازین راہہا ودرے ازین

دریا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودرے دیگر گرفتن عبث ویاوہ باشد و کارخانہ
عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن است و
اگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتے کہ دلیلش
احسن وقوی وفائدہ اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر بود اختیار کند
وبراہ رخصت ومساہلہ وحیلہ اندوزی نرود واین طریقہ متاخرین است وشک نیست کہ
این طریقہ محکم تر ومضبوط تر است ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل
مقصود کے پہونچنے کی راہ اور دین کے گھر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب
ہین جس کسی نے کہ ان راہون مین سے ایک راہ کو اوران دروازون مین سے
ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پھر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ
مین در آنا بے فائدہ اور بیہودہ ہے اور عمل کے کارخانہ کو انتظام اور رونق
سے بگاڑ دینا ہے اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑنا ہے اور جو کوئی
چاہے کہ تقویٰ اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے
اختیار کر کے اوس مین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوس کی زیادہ
قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور احتیاط اوس مین زائد ہو اوسی کو
اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت
کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی اور فریب سازی اور فتنہ
انگیزی اور فساد پردازی نکرے اور یہی طریقہ متاخرین علماء کا ہے اور شک
نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدھی اور استوار اور خوب مضبوط وہموار ہے
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ مین ہے قرار داد
علما ومصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تحقیق مذہب

است وضبط وربط کار دین ودنیا هم درین صورت بود از اوّل مخیر است
هر کدام را که اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے
رفتن بے توہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد
متاخرین علما برین است وهو المختار فیه الخیر اجماع اور اتفاق علماء کا اور
صواب دید انکا اس اخیر زمانے مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی اُن چار مذہبون مین
سے ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ہر شخص ابتداے
حال مین اپنے مختار ہے کہ جس کو ان چار مذہبون مین سے چاہے ایک کو اختیار کرے
لیکن ایک کو اختیار کرنے کی بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سے خالی نہ ہوگا اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہوگا علماے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے اور یہی
بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسری مین نہین۔
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۸۰ صفحہ مین ہے در ازمان بعضے مردم چنان
در آمده که مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک و طریقه اقتدا و
اتباع در مذہب ایشان بہتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رائے و اجتہاد است
و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جهل صریح است آخرہ در اجتہاد حفظ کتاب الله
و حفظ احادیث رسول الله و معرفت اقوال سلف شرط است و بے آن درست نی
و چون قیاس و اجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمامه امت
است این گمان را مجال نبود ما نانکه سبب وقوع درین ورطه آن بود که بعض
محدثین که در مذہب امام شافعی بودند در کتابہا که تصنیف کردند چنانچه مصابیح

ومشکوٰة و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع کردند و در احادیث
مذہب حنفی براہ طعن جرح نمیکنند و این ہا بے گوشہ تعصبے نخواہد بود و اکثر ایشان
با حنفیہ بے گوشہ تعصبے نباشند عفا اللہ عنہم نظر در کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد مواہب الرحمن کتابے است
درین مذہب شارح او التزام کردہ است کہ دلیل از آیات قرآنی و احادیث
صحیحہ بیارد و گفتہ اند کہ نزد وے صندوقہا بود کہ احادیث مسموعہ خود در ان
ضبط کردہ و گفتہ اند کہ مشائخ او کہ از ایشان استماع حدیث کردہ ورا جماعتے
از صحابہ کہ از ایشان شنیدہ از تابعین سہ صد کس بودہ اند و آنہا کہ از وے
مستند کردہ اند پانصد کس اند و مجموعہ استاد وے در علم چہار ہزار کس اند و جمعے آنرا
بر ترتیب حروف تہجی جمع کردہ اند و چون احادیث کہ امام شافعی بدان تمسک نمودہ
امام ابو حنیفہ بدان تمسک نہ نمودہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب او مخالف
احادیث است و حال آنکہ درینجا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از ان کہ بدان
اخذ و تمسک نمودہ و این معنی بہ تفصیل بیان کردہ و اثبات نمودہ اند ما اگر آنرا
ذکر کنیم سخن دراز گردد بالفعل آن مباحث موجود است طالب حق را باید کہ
بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول و منقول است و ما نا کہ
در اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آن امام ہمام آن بود کہ در تفہیم و تبیین
مذہب خود بجہت رعایت طبائع عامہ خلق کہ مجبول اند بر تطابق معقول و منقول
و تائید نقل بہ عقل اقتصار بر دلیل معقول کردے و بہ قصد تسلیہ و تشفیہ طباع ایشان
در کشف آن می کوشیدے و الا اصل تمسک و استدلال او بکتاب و سنت و اقوال
سلف بود و خود چہ صورت دارد کہ بے رجوع بکتاب و سنت و اجماع تمسک بقیاس کند حال آنکہ

شرط عمل بدان عدم آن اصول است و دلائل عقلی ایشان در حقیقت برائے تائید
ترجیح بعضے احادیث است بر بعضے بموافقت وے بر قیاس و لابد از احادیث
آنچه موافق بقیاس بود ارجح است نه آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشد و نیز
علم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است
چه می تواند که حدیثے در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت
قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه
وسلم پس ازان از جهت رواة دیگر که بعد ازان آمدند ضعفے پیدا شد پس ا
حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثے لازم نیاید ضعف وے در زمان امام ابوحنیفه
و این نکته ظاهر است و امام اعظم رح بجهت غایت امتیاز و فور فضل و کمال
مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین
نیز بآنجناب حسد گونه بود و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این
حال است امام شافعی رح را به بینند که چه مدح وے و مدح اصحاب وے می کند و میگوید
الناس کلهم عیال علی فقه ابی حنیفة و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابوحنیفه
باحادیث و اقوال صحابه است دیگر را نیست اصحاب ابوحنیفه رح همه متفق اند که
حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود و مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است
و وے رح تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قسامه از دست
ندهد امام شافعی رح قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز بقیاس موثر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس شبهی و
قیاس ترد هی همه نزد وے متروک و غیر معمول است و در چند
مواضع قیاس را باحادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده

اگر آنرا ذکر کنم بدرازی کشد و ابو حنیفہ تقلید صحابی را در انچہ صحابی باجتہاد خود گوید واجب داند و شافعیؒ گوید ہم رجال و نحن رجال یعنی ما و ایشان در اجتہاد برابریم و ہمہ مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد نقل است کہ امام ابو حنیفہؒ فرمود کہ عجب از مردم کہ مرا می گویند کہ تو فتوی برائے خود میدہی و حال آنکہ من ہرگز فتوی ندہم مگر بانچہ ماثور و مروی است و امام حجت عبد اللہ ابن مبارک کہ از وے نقل کردہ کہ گفت انچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبالراس والعین و انچہ از صحابہ رسیدہ نیز اختیار کنیم و از گفتۂ ایشان نہ برائیم ولیکن چون چیزے از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہی بعضے لوگون کے گمان مین ہی کہ مذہب امام شافعیؒ کا احادیث کے موافق ہی اور حدیث کی پیروی اونکے مذہب مین زیادہ ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہی یہ کلام محض غلط ہی اور صریح نادانی ہی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہی اور بغیر ان چیزون کے اجتہاد درست نہین ہے اور جبکہ امام اعظمؒ کا اجتہاد سب مجتہدون کے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہی اور سب علماء اور مجتہدون کے نزدیک ثابت ہی اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہی اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضے محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوٰۃ اور اوسکی مانند تو اپنے مذہب کی دلیلین ڈھونڈھ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کے موافق ہین چنکر جمع کیا ہی اور جو حدیث کہ ابو حنیفہؒ کے مذہب کے موافق ہی اوس پر طعن اور جرح کیا ہے

والله اعلم بالصواب فقط

باب جواب مولوی محبوب علی کے جواب کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب حنفی مذہب را ترجیح دادن مذہب خود را بر مذہب غیر خود را اگرچہ از اہل سنت و جماعت معدود باشد واجب است کہ بزبان ... کار منافق و اہل ضلال است بلکہ بیرون از عمل یقین و ...

اور حقیقت مین یہ سب تعصب سے باہر نہ تھا اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور
بغض سے خالی نہین تھے تو اس صورت مین چاہیے کہ حنفی مذہب کی
کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کیجاوے تا کہ حقیقت
ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث کے ہے
جیساکہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول ہے
کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تھین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے اوستادون سے سنا تھا اون کتابون مین
درج کیا تھا اور مروی ہے کہ اوستاد سب اونکے جن سے اونہون نے احادیث
سنی تھین سوائے صحابہؓ کے تین سو تابعین تھے اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تھے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثون سے دلیل لاتے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اون سے دلیل نہین لاتے تو
لوگون نے گمان کیا کہ امام اعظم رح کا مذہب حدیث کے مخالف ہے اور حال
یہ ہے کہ ان حدیثون کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہین
اور اس بات کو لوگون نے بالتفصیل بیان کیا ہے اگر ہم اون سب
کو ذکر کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہین
طالب کو چاہیے کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تا کہ ان سب احادیث
مخالف کو دیکھکر شک اور شبہ مین نہ پڑے اور حقیقت مین مذہب حنفی
جامع ہے دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کے

اکثر اوقات مین یون تھی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر
فرماتے اس لئے کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے
موافق نہ ہو تو اوس پر خوب اعتقاد نہین لاتے اس حجت سے امام اعظمؒ لوگون
کی تسلی اور تشفی کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تھے اور حقیقت
مین دلیل امام اعظمؒ کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے تھی اور فی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع مین
پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب
کسی اس تین مین نہ ملے تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کرے تو پھر ایسے امام کی طرف
کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام کی حقیقت مین واسطے
ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر تھی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف
ہوتا تھا اور ترجیح کسی کی کسی طور پر نہوتی تھی تب امام اعظمؒ جس حدیث کو
دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے اوسکو غلبہ دیتے تھے اور یون نہ تھا کہ
حدیث کے مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نعوذ باللہ من ذلک اور تیسری بات
یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلے زمانے مین اور پچھلے زمانہ مین
مختلف ہے بہت سی حدیثین ہین کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہین اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہ ہوسکتا ہے کہ جتنے راوی کہ درمیان امام اعظمؒ
کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے سب مین شرطین صحت کی
مجتمع تھین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی پھر اون کے زمانے کے

بعد راوی سب دوسرے ہوئی اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلے زمانہ کے محدثون
کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹھہری اسواسطے کہ اون محدثون سے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطے بہت ہوئے یعنی راوی سب اس حدیث کے
اون لوگون اور حضرتؐ کے درمیان آگے سے زیادہ ہوے اور ان سب راویون مین
شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس لئے محدثون نے اوس حدیث کو ضعیف کہا
اپنے زعم کے موافق پھر اگر کسی محدث نے جو امام اعظمؒ کے پیچھے تھے کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اوس سے لازم نہین آتا ہی کہ امام اعظمؒ کے زمانے مین بھی وہ حدیث ضعیف
تھی اور جب کہ امام اعظمؒ کو حدیث کا کمال امتیاز تھا اور بڑا فضل و علم تھا اکثر
لوگ اونپر حسد لیجاتے تھے متاخرین شافعیہ کو کیا کہئے بلکہ متقدمین کو بھی
اوس جناب کے ساتھ حسد تھا اور حقیقت تو یہ ہی کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہی تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہ حال ہی اور پیشوا اونکے
امام شافعیؒ کو دیکھا چاہیئے کہ کس قدر تعریف امام اعظمؒ اور اونکے اصحاب
کی کرتے ہین اور کہتے ہین الناس عیال علی فقہ ابی حنیفۃ یعنی لوگ اعتماد
کرنے والے ہین ابو حنیفہؒ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکے اور امام اعظمؒ
کو جس قدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی دوسرے
مجتہدون کو نہ تھی اور اصحاب امام ابو حنیفہؒ کے سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہرچند ضعیف بھی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظمؒ کا
تو یہ طور تھا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے
آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوئی حدیث معتبر نہ ملتی
تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین اور امام اعظمؒ صحابی کی تقلید کو جس
بات مین کہ صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہین اور شافعیؒ کہتے ہین
کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید
کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہے اور امام حجت عبد اللہ ابن مبارک
نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ فرمایا ہے امام اعظمؒ نے کہ جو کچھ حدیث
مین آیا ہے اوس کو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین اور جو کچھ کہ اصحاب سے
مروی ہوا ہے اوس کو بھی ہم اختیار کرتے ہین اور اوس سے باہر نہین
آتے ہین لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہین پھر ہم
بھی تحقیق کرین گے اور حق کو تلاش کرین گے

پچیسوان سوال

جواب سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جس کا مرتبہ اجتہاد کا نہ ہو تو ان چارون
امامون مین سے ایک کی تقلید اوسپر واجب ہی اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوس کے
امام کے مذہب کے مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہی باوجود
اسکے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے اُتر کوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوسپر عمل کرو
اور ہمارے قول کو چھوڑ دو اور اسی طرح سے اور امامون نے بھی فرمایا ہی
تو پھر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول پر بھی عمل نہ کیا ٭ اور امام کے حکم پر بھی نہ چلا اور دوسری بات یہ ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث
سنتے تھے عمل کرتے تھے یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا
کہ جو حضرت م فرماتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے اور ایسا فرق نہین تھا

که جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت صلعم کے فرمانے کے موافق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل
کرلیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت صلعم کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی کی جو مجتہد
تھے مثلاً ابو بکرؓ یا عمرؓ اونکی تقلید کرتا تو پھر اوسمین کیا سر ہی کہ اس زمانے مین اگر
کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے
سنے تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جائز نہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو
جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے
جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضرور ہی یعنی ہر شخص جب تک
تین چیز کو نجانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوسکے حق مین ثابت نہین ہوتا پہلا
جانے کہ یہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث
سے کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہی
یعنی اس حکم مین ہم بھی داخل ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہے
کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نہ جانے گا تو اوسکے حق مین وہ
ثابت نہ ہوگا مثلاً اگر حضرت صلعم کے کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق
یا کافر سے سُنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہی اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھے
جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکے نہ سمجھے گا تو کیا عمل کریگا اور اسی
طرح سے جب جانے کہ یہ حکم مجھ پر نہین ہے بلکہ دوسرون کے حق مین ہی جیسا
حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کے حق مین تھا تو وہ حکم بھی ثابت نہین ہوتا ہی جب یہ بات
معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے کوئی حکم فرماتے
تھے تو اوس شخص کے حق مین یہ تینون باتین پائی جاتی تھین پہلا امر تو ظاہر
ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت صلعم کی زبان سے کوئی حکم سنا تو بے شبہ جانا کہ یہ

حکم رسول خدا کا ہی اور دوسرا امر بھی پایا جاتا تھا اسواسطے کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک کو اونکی سمجھ کے موافق حکم فرماتے تھے کہ کسی طرح سے اوسکو شبہ باقی نہ رہتا تھا جیسا مشہور ہی کہ حضرت صلعم نے خود فرمایا ہے تَكَلَّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ بات کرو لوگون کے ساتھ اونکی سمجھ کے موافق یعنی لوگون سے بات اس انداز سے کرو کہ اونکے دریافت مین آجاوے پھر اگر کوئی شخص لایق اور ذہین ہوتا تو اوسکو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حسب حال اوسکے خوب واضح کرکے ارشاد کرتے کہ اوسکو کچھ شبہ نرہتا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم مین ہے عن انس رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلثا حتی یفھم عنہ یعنی انس رض نے کہا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے تاکہ بے شبہ خوب سمجھا جاوے اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال کے قرینے سے یا حضرت صلعم کے حال سے یا اور بعضے لوگون کے حال سے یا اپنے سوال کے قرینے سے یا حضرت صلعم کے کلام کے سیاق سے یا اور لوگون کی گفتگو کی رو سے حضرت صلعم کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مثال اوسکے آگے مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا کہ ہر کوئی اوس کی کنہ کو نہین پہنچتا تھا بلکہ وہ صحابی بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین اکثر حاضر رہتے تھے اور حضرت صلعم کی عادات سے خوب واقف تھے اور آپ کی صحبت کی تاثیر کے سبب اون کے دل مین صفائی اور روشنی ہوگئی تھی کہ سخن کی تہ کو پہنچتے تھے اور حضرت صلعم کی مراد اور غرض کو خوب دریافت کرتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تھا اور نمونے کے واسطے اوسکی

مثال آگے مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے یہی نہ بوجھتا
تو وہ ثانیاً پوچھتا جیسا کہ بہشت سے حدیث مین آیا ہی کہ حضرتؐ نے اولاً ایک
بات فرمائی پھر کسی صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہی حاصل کلام
یہ ہی کہ بعضا کلام حضرتؐ کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تھا پر مخاطب اوس کی مراد
کو کسی ایک طور سے سمجھ لیتا اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال
لکھنے مین کلام دراز ہوگا اسواسطے یہان مجمل لکھا گیا انشاء اللہ تعالی شرطون
کے بیان مین بطور نمونہ کے حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنی
اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہی یہ بھی اوس شخص کے حق مین حاصل
ہوتا تھا اس لئے کہ جب حضرتؐ نے اوسکو خطاب کرکے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہے کہ
اوسکے حق مین اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے پھر بعد حضرتؐ کے
ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا اس واسطے کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا
کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہ اور بدون تردد کے
کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہین ایک
تو یہ کہ اپنے کان سے حضرتؐ کی زبان مبارک سے سُنے اور بعد انتقال حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسری صورت
یہ کہ خبر تواتر سے سُنے اور اسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث کے
ہر زمانے مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نہ کرے کہ اتنے لوگ سب کے سب
جھوٹھ کہتے ہین اور خبر تواتر مین یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک
ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر
سُنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو

متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی عدالت
اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی ہر ایسی روایت سے اوس حدیث مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل
کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے پر
ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکے نہین ہی کہ نقل متواتر سے ثابت
ہے کہ حضرت صلعم نے اوسکو خدائے تعالیٰ کا کلام فرمایا ہی پھر بعد حضرت صلعم کے جب پہلی صورت
متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونے کے لئے ایک صورت تواتر کی باقی رہی پھر اگر اتنے
راوی اوس حدیث کے نہون تو ہرگز یقین حاصل نہوگا تو اب ہر حدیث مین اس
طرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تھوڑی ہے اس
واسطے اللہ تعالیٰ نے گمان غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان
غالب ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوس کے راوی کا
حال خوب دریافت کرے جیساکہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن سیرین
قال ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواہ مسلم
روایت ہی ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنی قرآن اور حدیث یہی دین اور
اسلام ہے سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکھتے ہو دین اپنا یہ کلام اشارہ
ہے اہتمام اور احتیاط کرنے کی طرف دریافت کرنے مین احوال راوی کے یعنی حدیث کے
راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیئے کہ پرہیزگار دیانت دار راست گفتار نیک کردار ہو اور
نہ لیا چاہیئے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے خصوصاً صاحب غرض جو

نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہون کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج
دینے کے واسطے بہت سی باتین دین مین افترا کرینگے اور جھوٹھ حدیثین لوگون کو سناوینگے
یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوٰۃ شریف کا ہی پھر جب کسی کو راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکے حق مین اوس کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہے
تو ظاہر حال سے اوسکے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت مین بھی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جھوٹھ کہنا حرام ہی خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹھ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہی
اس لئے ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہین ہوتا ہی
اسواسطے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہ اور احتمال باقی نہ رہے
اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی کاذب ہونا جائز ہی اسواسطے
کہ ہم تو صرف اوسکے ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے ہین اور اوس کی نیت اور ارادے
اور اعتقاد پر تو خدا تعالیٰ ہی واقف ہی کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہین
کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور دین
مین مفسد جیساکہ اگلے زمانہ مین وضاع لوگ گذرے ہین اور بعضے آدمی ایسے
بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کے سبب سے
یا اپنے زعم مین کسی ضرورت کی جہت سے کبھی جھوٹھ کہتے ہین اور اپنے اعتقاد مین
اوسکو دینداری سمجھتے ہین جیساکہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث
مین لکھا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تھا قرآن کی سورتون
کی فضیلت مین اوس نے بہت سی حدیثون کو وضع کرکے رواج دیا اور مشہور
کیا تھا پھر جب اوس کو لوگون نے پکڑا اور سند اوس کی مانگی اور سخت

تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نے ان حدیثون کو بنایا ہی اور نیت میری خیر تھی کیونکہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کی طرف مثل تواریخ اور فقہ کے زیادہ مشغول رہتے ہین تو لوگون کو رغبت دلانے کے واسطے یہ حدیثین بنائین کہ ثواب کی رغبت سے یا اَور کسی دنیاوی مطالب کی طمع سے اگر قرآن پڑھین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی طرح سے بعضے واعظ اچھے کام مین رغبت دلانے کے واسطے یا بُرے کام سے ڈرانے کے لئے حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بھی کہتے ہین باوجودیکہ جھوٹھ بات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر مین حرام ہے اور راوی مین ایک امر اَور بھی ضرور ہی وہ یہ ہی کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنی جو کچھ اوس نے سُنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکھتا ہو اگر اوسکی فہم مین نقصان یا حافظہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچھ خلل ہوگا تو اوسکی روایت پر بھی اعتماد نہ ہوگا پھر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین حاصل ہونے کا دو طریق ہی اوّل یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکے دریافت کرے دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلاً تواتر سے معلوم کرے یعنی اس قدر لوگ اس کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکرے کہ یہ سب کی سب اوسکی جوٹھ تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اوس کے اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت مین سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ

ہو تو پچھلے راوی کا حال اون دونون طریق سے معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوس کے
اوپر کے راویون کا حال جو فوت کر گئے ہین رویت سے دریافت ہونا ممکن نہین ہے
صرف تواتر سے اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر کمال الیقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا
اور اگر کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی طرح کا بھی اوسکے
حال مین شبہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچھ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذر ہی گمان
غالب بھی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوس کو
روایت کرنا جائز نہین ہی جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجھ سے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھ سے ہی
آخر تک اور مشکوٰۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع
یعنی بس ہی مرد کو جھوٹھ کہنے مین اس قدر کہ حدیث کرے جو کچھ سنے یعنی اگر کوئی
کسی طرح کا جھوٹھ نہ کہے لیکن جو کچھ لوگون سے سنے بے تحقیق کیے ہوئے اوسکو روایت
کرے تو اسی قدر بس ہی جھوٹھ کہنے کو تو معلوم کیا چاہیے کہ جب آدمی بے تحقیق
کسی بات کے نقل کرنے مین دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون
علم کے روایت کرنے مین اوسکا کیا حال ہوگا پھر اس زمانے مین بھی اگر کوئی چاہے کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوسپر واجب و ضرور ہی کہ اپنے اوستاد سے یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سے لیکر صحابی تک جتنے راوی گذرے ہین ہر ایک کا

حال الگ الگ کماحقہ اسی طور سے کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے پھر جب
ہر ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی
یقین سے معلوم ہو جاوے تب وہ حدیث اسکے حق مین ثابت ہو گی اور اگر ایک
راوی کے حال مین بھی شبہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہو گا تو اوس حدیث مین بھی شبہ ہو گا اور اوسکے حق
مین وہ حدیث ثابت نہ ہو گی پھر اس زمانے مین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہے بلکہ متعذر ہے کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سے تو کیا معلوم ہو گا نام بھی اونکا مشہور نہین ہے اور سابق مذکور ہوا ہے
کہ راویون کے حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے اور یقین سے جاننے کی دو ہی
صورتین ہین یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہے یا خبر تواتر سے سُنے اور بعضے
لوگون سے اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکھنا کفایت نہین کرتا پھر
جب یہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکھنا
یا صرف کسی عالم معتمد سے سُننا کسی کے حق مین کافی نہ ہو گا کیونکہ اوسکے حق
مین ثابت موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سے احوال سب راویون کا
بالیقین معلوم کرے اور ان دونون صورتون مین راویون کا حال کچھ ثابت نہ ہوا
اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کے حق مین ثابت ہوا کہ جس نے
اس کتاب کو جمع کیا تھا یا خود یاد رکھا تھا طالب کے حق مین تو یہ ضرور ہے کہ سب کا
احوال خود تحقیق کرے اور تواتر سے سُنے تب اوسکے حق مین ثابت ہو گا اور اس مقام
کے بیان اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے اور نہ کہے کہ اس تقدیر مین کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نہ رہا اور سب مین شک اور شبہ پڑ گیا سو جواب

علی خلفائی قیل ومن خلفائک
یا رسول اللہ قال الذین یحیون
سنتی ویعلمونہا الناس رواہ
ابو نصر السنجری فی الابانہ
ابن عساکر فی التاریخ
فتح سر المنان فی اثبات مذہب
النعمان

فی السنۃ ہونا ابو حنیفہ کا ثابت
ہوا اور سنت کے احیا کے سبب ابو حنیفہ
مستحق ہوا
کے اور ایک دوسرا طریق ہے کہ
چارون دلیلون سے امام ابو حنیفہ
کے مذہب کو ثابت کرتے ہین
کہ حق تعالیٰ نے سورہ جمعہ مین فرمایا
ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منہم لما یلحقوا بہم وہو العزیز الحکیم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل

اوسکا یہ ہی کہ فرق ہے درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنی کسی حدیث کے پانے کے دو طریق ہین ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے دوسرا یہ کہ کسی عالم محقق کی پیروی کرے خواہ اوسکی زبان سے سُنکر یا اوسکی کتاب مین دیکھکر اور سابق جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تھا اور تقلید کی صورت دوسری ہی پھر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکے اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی بہ نسبت اوسکے مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس عالم کی صرف پیروی ٹھیری اپنی کچھ تحقیق نہ ہوئی پھر اس زمانے مین جو شخص آرزو رکھے کہ تقلید کسی مجتہد کی نہ کرے بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوے عمل کرے تو یہ ہوس اوسکی ہرگز حاصل نہ ہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرتے مین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جس سے بھاگیگا آخر کو اوسی مین جا گریگا اور دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد کرلیا اور تقلید کی لحاظ سے حدیث پر اوس کتاب کے اعتقاد کیا لیکن حدیث کی مراد کو سمجھنے کے واسطے اور اوس سے حکم نکالنے کے لئے جو سب شرطین ضرور ہین جیسا کہ آگے مذکور ہوگئین کہان سے حاصل کریگا آخر کو گھبرا کر لاچار ہوکے اوس حدیث کی مراد کو سمجھنے اور حکم نکالنے مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی تو حقیقت مین پھر انتہا اور ٹھکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پھر ابتدا ہی سے اوسنے کیون نہین اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تھی اور افسوس صد افسوس ہی اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید سے انکار کرے اور عار رکھے اور پھر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جنکو نسبت شاگردی کی بھی آنحضرت رح کی ساتھ نہین ہی تقلید کرے خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکھے ایسی حماقت اور ضلالت سے اور امام

ابو حنیفہ رح نے جو فرمایا ہی اترکوا قولی لخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوس کے معنی یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنی اجتہاد سے کہا ہی اوسکو چھوڑ دو پھر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکو چھوڑنے کے کچھ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی نسبت امام نے یہ فرمایا ہے لیکن یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتے یاترک قولی کل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی حدیث سُنے تو چھوڑ دے ہمارے قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنے شاگردونکے لئے کہ جن کا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تھی جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرنیکے واسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی اوسکے سوا اور بھی بہت سی شرطین ہین کہ آگے مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہی بلکہ اس زمانے کے عالمون مین بھی متعذر ہی لیکن خداے تعالیٰ قادر ہی کہ کسی کو وہ رتبہ اپنے فضل سے عنایت کرے جیساکہ جواب سابق مین شرح سفر السعادت سے منقول ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہ کرے اور کہے کہ جب مقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پھر سابق کے مسئلون مین حدیثون سے کیون تم دلیل لائے ہو تو جواب اوسکا یہ ہی کہ ہمنے اون مسئلون کو کہ سابق ذکر کیا ہی اوس سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سے استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہی حدیث سے ثابت نہین ہی اسواسطے ہم نے ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سے

٨٣

جن جن کتابون سے پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہ نہ پڑے اور
یہ مسئلہ کہ امام سے ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع
نہین ہی اسکے بعد یہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے
کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوٰۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے
خالی نہین ہے یا تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوئی
تو کچھ کلام نہین اور اگر مخالف ہوئی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس
عمل کی بہ نسبت اوسکے مصنف کی تقلید کرنی ہوئی اور امام اعظم کی تقلید سے مُنہ پھیرنا
حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہی اسواسطے کہ امام اعظمؒ کا قول
بھی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہی صراحۃً یا ضمناً ہوا اور یہ
گمان نہین ہوسکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو
کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہی کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے
اور یہ شبہ بھی محض بیجا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تھی اسواسطے
کہ اوس زمانے مین بہت سے صحابی موجود تھے اور وہ زمانہ تابعین کا تھا اور
لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکھتے تھے اور ڈر سے بھولنے کے عالمون مین
اکثر چرچہ اوسکا رہتا تھا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بھی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور رہتی اور
لوگون کے عمل مین آتی پھر صرف یہ گمان اور شبہ کرکے امام اعظمؒ کی تقلید سے
بھاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کھیل کرنا ہی نعوذ باللہ
منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظمؒ کے قول کو ہی اسواسطے کہ امام
اعظمؒ کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھا اوس زمانے مین تھی کہ جسکے

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہی کیونکہ وہ تابعین سے تھے اور بیس
صحابی سے اونکو ملاقات ہوئی اور سات صحابی سے اونہون نے حدیث روایت کی
جیساکہ درمختار کے خطبہ مین لکھاہی اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور کئی
صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکے پاس تھے جیساکہ شرح سفرالسعادت کے
خطبہ مین مرقوم ہواہی پھر ظاہر ہی ہی کہ جس قدر اونکو حدیث صحیح پہونچی تھی
اور جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تھی باقی مجتہدون کو اور حدیث کی
کتاب جمع کرنے والون کو جو اونکے بعد ہوے ایک کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی پھر
جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ
یا ماول کسی تاویل کرکے جیساکہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفرالسعادت سے مذکور
ہوئی چنانچہ امام اعظمؒ کے بعد ہزارون علما اور فضلا نے جو امام اعظمؒ کے مسائل اور دلائل
کو حدیث کی کتابون سے ملایا تو اگر کبھی کسی حدیث کو اونکے مذہب کے خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کے یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تھی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا اوسکی
مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیساکہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین کی
حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکاہی اور اسی طرح سے جتنی حدیث مخالف ہی سب کا
یہی حال ہی تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہی جیسا فتح القدیر اور بحرالرایق
اور مواہب الرحمن اور تبیین الحقایق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج الہدایہ
وغیرہ جس کو اس بات مین شبہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچھ علم رکھتاہی تو چاہیے کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکھے اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکے حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علماء اور بیحساب اولیا اونکے مقلد تھے اور مرتے دم تک
اونھین کی پیروی کرتے رہے اور تمام جہان کے مسلمانون مین تخمیناً تین حصے حنفی

ہونگے اور ایک حصہ اور مذہب والے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین
اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کے امام اعظمؒ کے مذہب کے موافق
احکام شرع کو جاری کرتے ہین اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہے جیسا
اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہی ایک اور امر بھی
ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نے آیا حضرتؐ کے قول کو بالفاظہ اور
بعبارتہ یعنی بدون تغیر اوسکے لفظون مین نقل کیا ہے یا اپنی سمجھ کے موافق مطلب اوسکا
اپنی عبارت مین ادا کیا ہے اگر اول ہی تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہین ہے
اگر راوی مجتہد ہے تو مقبول ہے اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرتؐ علیہ السلام کا
جوامع الکلم ہے یعنی لفظ تھوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر پھر جو مجتہد
ہے تو البتہ حضرتؐ کی مراد کو سمجھ سکتا ہے اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکرسکیگا اور
غرض حضرتؐ کی اکثر نہ سمجھے گا تو پھر اکثر غلطی مین پڑجاویگا اس لئے اوسکی روایت پر اعتماد
نہین جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن مسعود رض قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا
فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ الحدیث
تروتازگی دیوے خدا اوس بندہ کو کہ جس نے سنا ہمارے کلام کو پھر یاد کیا اوسکو جیسا
سنا اور نگاہ رکھا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نضر اللہ امرأ سمع
منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع یعنی تازگی
بخشے خدا اوس مرد کو جس نے سنا مجھ سے کوئی کلام پھر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تھا
سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہین سننے والے سے اور مشکوٰۃ کے

شرح مین شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھاہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ یہ حدیث دلالت
کرتی ہی اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی مین
علماء کا اختلاف ہی لیکن مختار یہ ہی کہ اگر راوی کلمات کے موارد کو اور عبارت کے
استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کے محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکھتا ہو
تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین اسکے بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث کی
مراد کو سمجھنا بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام مین بطریق مثال کے
چند امور ذکر کیے جاتے ہین اور وہ شرطین کہ جن کا مضمون دقیق ہی اور عوام کو
اونکا سمجھنا دشوار ہی یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اوسکو اصول فقہ اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل
فصاحت و بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکھتا ہو اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہ ہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت
اور بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکھے اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانے تاکہ لفظی معنی کو اولاً سمجھے جیسا کہ مائۃ مسائل مین ہے حافظ
ابن حجر نے فتح المبین مین لکھاہی البدعۃ منقسمۃ الی الاحکام الخمسۃ لانہا
اذا عرضت علی القواعد الشرعیۃ لم تخل عن واحد من تلک
الاحکام فمن البدع الواجبۃ علی الکفایۃ الاشتغال بالعلوم العربیۃ
الواجبۃ المتوقف علیہا فہم الکتاب کالصرف والنحو واللغۃ و
المعانی والبیان یعنی بدعت کی پانچ قسم ہین حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہوگا ایک

ایک رسالہ تنویر العینین لکھا جو
بعضے آدمیون نے اون کی
شہادت کے بعد اونکا کرکے
مشہور کیا اگر وہ اونکا ہو تو بھی
بسبب اسکے کہ اونہون نے
رفع یدین آخر عمر مین ترک کیا
اس بات مین معتبر نہ رہا موافق
مذہب اہل حدیث کے

ان پانچ احکام سے پھر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہی سیکھنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہی اس پر سمجھنا قرآن کا جیسا صرف۔ نحو۔ لغت۔ معانی۔ بیان اور ایسا ہی
سمجھنا حدیث کا بھی موقوف ہی ان سب علمون پر اور مائۃ المسائل مین ہے قال
القسطلانی فی شرح البخاری فی بیان احوال ابی الاسود حاتم بن عمرو بن
سفیان الدیلمی وھو اول من تکلم فی النحو بعد علی بن ابی طالب رض
کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود حاتم کے کہ وہ شخص پہلا
اون لوگون کا ہی جس نے بعد حضرت علی رض کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب سے پہلے
تو حضرت علی رض نے علم نحو کو تصنیف فرمایا پھر اونکے بعد اور لوگون کی بہ نسبت اول
ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی مائۃ المسائل مین ہی وفی الدر المنثور عن
ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ
عن ابن ابی ملیکۃ قال امر عمر بن الخطاب ان لا یقرء القرآن الا عالم
باللغۃ وامر الاسود بوضع النحو تفسیر در المنثور مین ہی ابی بکر محمد ابن قاسم رض
سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر رض
نے کہ قرآن نہ پڑھاوے آدمیونکو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا اونہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کی اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث کی شرح مین فما لا ینا
فی ذلک بان یشھد لہ شیء من ادلۃ الشرع او قواعدہ فلیس یرد علی فاعلہ بل
ھو مقبول منہ کاستخراج علوم اللغۃ والنحو والمعانی والبیان فذلک
کلہ معلوم حسنہ ظاہر فائدتہ معین علی معرفۃ کتاب اللہ تعالیٰ وفہم
معانی کتابہ وسنۃ رسول اللہ صلعم فتکون ماموراً بہ وکوضع
المذاھب وتدوینھا فانہ مقبول من فاعلہ مثاب ممدوح علیہ خلاصہ

یہ ہے جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کے موافق ہو تو وہ مردود نہین ہے بلکہ مقبول
ہے جیسا علم لغت نحو معانی بیان کہ حسن اس سب کا معلوم اور فائدہ اسکا
ظاہر اور کلام اللہ کے دریافت اور قرآن اور حدیث کے معنی سمجھنے پر مددگار ہے
تو یہ سب بھی شرع کا حکم ہے اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور مقرر کرنا
اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اوس کے آخرت مین
ثواب اور دنیا مین تعریف ہے پھر اوس کے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام
کی سمجھنے مین اور بہت سی چیزین بھی ضرور ہین منجملہ اُن شروط کے یہ ہے کہ کلام کے سیاق کو
دریافت کرے یعنی اوسکے رویہ اور روش کو بخوبی سمجھے اسواسطے کہ بہت سے الفاظ
حدیث اور قرآن کے ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجیے تو ایک معنی سمجھے
جاتے ہین اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجیے تو مراد اوس کلام کی دوسری
معلوم ہوتی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب التیمم مین ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ کہا جابر نے
نکلے ہم لوگ کسی سفر مین پھر ہم لوگون مین سے ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا اور بعد اس کے
اوسکو احتلام ہوا تب اوسنے ہمراہیون سے اپنے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ تیمم ہمارے
واسطے درست ہے تو بولے کہ تیرے واسطے درست نہین اس واسطے کہ تیرے پاس
پانی موجود ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کرکے کہا
کہ تیمم تجکو درست نہین تب لاچار ہو کر اوسنے غسل کیا پھر پانی اوس کے زخم مین سرایت
کر گیا آخر کو وہ مر گیا جابرؓ کہتے ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے
اور حضرتؐ نے اس قصے کو سُنا تو فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما
شفاء العی السوال یعنی فتوا دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدا تعالیٰ اونکو مارے

چونکہ اونہون نے بے علم کے فتوی دیا اسواسطے حضرتؐ نے اونکو بد دعا دی اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کسواسطے علما سے نہین پوچھا کہ نہین ہے دوا نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کے آگے اور پیچھے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلے اوسکے فرماتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو اور پیچھے اوسکے فرماتا ہے مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ یعنی خداے تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تمپر کرے کہ اوس مین تمپر سختی اور تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس آیت سے یعنی فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً سے یہ ہے کہ تم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین تیمم درست ہے تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کے حق مین تیمم درست تھا اور اسی واسطے حضرت علیہ السلام نے ناخوش ہوکر اون کو بد دعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بد دعا مین پڑین اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوئے پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکھتا ہے کہ جب تک اوسکو نہ ملائے تو مراد اوسکی نہین سمجھی جاتی دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجھنے کا نہوا اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بھی ہو لیکن اوسکے ساتھ بھی اوسکو قرآن سے اپنی سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے اور تیسرا یہ کہ جسکو قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی راے اور اپنی عقل ناقص کو قرآن مین دخل نہ دیوے اور چوتھا یہ ہے کہ اگر کوئی بے علم کسی کو غلط مسئلہ بتاوے اور اوسمین کچھ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالے پر پڑتا ہے اور پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی

ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ سلم کی ناخوشی اور دعا بد مین پڑیگا اور
ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی بد دعا مین پڑا تب عذاب آلہی مین بھی مقرر گرفتار ہوا
نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن سخط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہے اور یہ حدیث عمرو بن شعیب کے طویل ہے جس قدر یہان
درکار ہے لکھا جاتا ہے فما علمتم منہ فقولوا وما جھلتم فکلوہ الی عالمہ یعنی
حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے جو بات قرآن سے جانو تو کہو اور جو نہ جانو اوسکو
اوس کے عالم کی طرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ھریرۃ رضی قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن اُفتی بغیر علمٍ کان اثمہ علی من افتاہ یعنی
جوکوئی فتویٰ دیا جاوے بدون علم کے تو گناہ اوسکا اوسپر ہے کہ جسنے اوسکو فتویٰ دیا اب
خوب غور کرکے سمجھا چاہیئے کہ اصحاب حضرت کے اہل زبان تھے قرآن اور حدیث کو
سمجھتے تھے کیونکہ اونہین کی زبان کے موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تھا باوجود
اسکے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مسئلہ
نکالنے کو اور فتویٰ دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پھر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بھی واقفیت نہ رکھتا ہو اور
لغت عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بھی مطلع نہ ہو اور وے علوم کہ
قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہین اوس سے تو محض ہی غافل ہو صرف
ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑھا ہو تو ایسے کو فتویٰ دینا اور قرآن اور حدیث سے مسئلہ نکالنا
بے شبہ حرام ہے اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونے کے حضرت علیہ السلام
کی بد دعا مین پڑگئی تو پھر ایسے لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بھی کچھ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑجاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص خود گمراہی

مین پڑکر دوسرون کو بھی گمراہی مین ڈالیگا جیساکہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہے عن
عبداللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبض
العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی
اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم
فضلوا واضلوا متفق علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے کہ آخر زمانے مین علما
نہین رہین گے اسوقت لوگ جاہلون سے مسئلہ پوچھین گے تب وہ جہال بدون
علم کے فتوی دین گے پھر وہ آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بھی گمراہ کرینگے نعوذ باللہ
منہا پھر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجھنی موقوف ہے
اگلی یا پچھلی بات پر اور اکثر ایسا بھی واقع ہوتا ہے کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث
کی نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہے یا اس سبب سے کہ باقی
کو بھول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اسی قدر سنا تھا لیکن جب اوسکی
روایت کو دوسرے راویون کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے
ماقبل یا مابعد یہ جملہ بھی ہے تو اگر کوئی صرف حدیث کے اوسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد
سمجھی جاتی ہے لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے
کہ یہ مراد نہین ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے جیساکہ یہ حدیث مشہور اکثر
حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہے انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کے ظاہر سے
یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
نیت پر ہے اگر کسی عمل مین نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بھی
ملتا ہے اور اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیساکہ
امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین مثلاً اگر وضو مین نیت نہ کرے تو وضو

صحیح نہین ہی اور ثواب بھی نہین ہی اور اوس سے نماز بھی درست نہین بلکہ دوسری
بار وضو نیت کے ساتھ کرنا فرض ہی اور امام اعظمؒ اس حدیث کے معنی یون فرماتے
ہین کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہی یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر
ہی یعنی اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہین تو اسمین ثواب ہی
اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہی مثلاً وضو مین اگر فرمان
برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا نہ ہو برابر ہے کہ اصلا نیت
نہ ہو جیسا کہ کوئی تالاب مین بے قصد کے گر پڑا اور وضو کے اعضا کا غسل
اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو دفع کرنا
یا بدن کا میل دھونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہین لیکن وضو درست ہی
نماز اس وضو سے جائز ہے دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین پھر جب
اس حدیث کو پچھلے کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہی ملایا جاتا ہے تب
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امام اعظمؒ نے فرمایا ہی حق ہے کیونکہ پیچھے اس کے
یہ مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطے وہ چیز ہے جو نیت کریگا پھر جسنے ہجرت مین
خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی ہے یعنی ثواب
ہے اب جس نے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوس کو وہی دنیا ہے
یعنی کچھ ثواب نہین جیسا کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث ہے عن عمر بن الخطابؓ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و انما
لامرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ والی رسولہ فھجرتہ الی اللہ
والی رسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا
فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ متفق علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح عبدالحق دہلوی کی

کی یہ ہے کہ کوئی عمل بے نیت کے معتبر نہین اور نہین ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر
جو کچھ کہ نیت کیا ہو اوسنے پھر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف
ہو یعنی خدا اور رسولؐ کی رضا مندی کی نیت ہو تو پھر ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
ہی کی طرف ہے یعنی ثواب بہت ہے اور جو شخص کہ ہجرت اوس کی دنیا کی طرف ہے
تا کہ وہ اوسکو پاوے یا کسی عورت کی طرف تا کہ اوسکو نکاح کرے تو پھر اوسکی
ہجرت اوسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچھ ثواب نہین ترجمہ تمام
ہوا پھر قرینے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث
انما الاعمال بالنیات سے وہی ہے جو امام اعظمؒ فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نے یہی فرمایا ہے کہ جس کی ہجرت للہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر للہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہین پھر اگر حدیث انما الاعمال بالنیات کے معنی یہ ہوتے
کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو آپ یون فرماتے کہ من کان ھجرتہ الی الدنیا
فبطلت ھجرتہ او قال یہاجر ثانیا یعنی جسنے ہجرت کی دنیا کیواسطے تو باطل ہوئی
ہجرت اوسکی یا یون فرماتے کہ دوسری بار ہجرت کرے اسواسطے کہ ہجرت اُسوقت
مین فرض تھی اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جاننے کیونکہ بہت
حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین پھر بعضی حدیث محل خاص مین وارد ہے
حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچھ بیان نہین ہوتا تو اس
صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجھنے کے واسطے اوسکے مورد کو جاننا ضرور ہے
جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انما الماء من الماء یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنے سے اب
ظاہر ہے اس حدیث کے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوے اور

انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں جیسا کہ بعضے آدمیوں نے صرف اس حدیث کے ظاہر
کی طرف نظر کر کے یہی سمجھا تھا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہے یعنی اگر
کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکھے تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوے بخلاف جماع حقیقی کے کہ اگر آلت کا سر بھی داخل ہو تو غسل واجب ہے
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الغسل مین ہے قال ابن عباس رض انما الماء
عن الماء فی الاحتلام یعنی یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہے
لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے اور بعضے محدثون نے جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنی جماع مین بے انزال کے غسل واجب نہونا ابتدائے
اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور منجملہ اوس کے جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتدا سے اس قصہ کے حضرت ؐ کے حضور مین حاضر تھا یا درمیان مین یا آخر مین کیونکہ
بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کے احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا
ہے تو جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر ہوگا اوسکی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی
حدیث سے مراد او رحکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر نہو
تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرت ؐ کی مراد ایسی حدیث
سے سمجھی نہین جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہے عن ابن جبیر رض
قال قلت لابن عباس رض عجبت لاختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی اھلالہ حین اوجب فقال انی لاعلم الناس
بذلك انها انما كانت من رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة
واحدة فمن هنالك اختلفوا اخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم
حاجا فلما صلى فى المسجد ذى الحليفة ركعتيه اوجبه فى مجلسه فاهل

بالحج حین فرغ من رکعتیہ فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم رکب فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك ان الناس انما کانوا یاتون ارسالا فسمعوه حین استقلت به ناقته یهل فقالوا انما اهل حین استقلت به ناقته ثم مضى فلما علا على شرف البیداء اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حین علا على شرف البیداء وایم الله لقد اوجب فی مصلاه واهل حین استقلت به ناقته واهل حین علا على شرف البیداء اخرجه ابو داود خلاصه ترجمه اسکا یه هی که ابن جبیر سے روایت ہی کہ اونہون نے کہا ابن عباسؓ کو کہ متعجب ہون مین اصحاب کے اختلاف سے کہ حضرتؐ نے کس وقت تلبیہ کو شروع کیا تھا تب ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مین سب لوگون سے اس امر مین خوب واقف ہون حضرتؐ نے ایک بار حج کیا تھا یعنی حج متعدد نہ تھا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکھکر حکایت کرتے ہون بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہی کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادے سے پھر جب مسجد مین ذوالحلیفہ کے پہونچے تو دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد پہلا تلبیہ کہا پھر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اپنی طرح یاد رکھا اور روایت کیا پھر اوسکے بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ نے حضرتؐ کو اوٹھایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون نے سنا اور ویسے ہی یاد رکھا اور ویسے ہی اوسکو نقل کیا اوسکے بعد جب حضرتؐ بلندی پر چڑھے تلبیہ کہا اور اوسکو تیسری قوم نے سنا سو اوسی کو یاد رکھا اور حکایت کیا اور یہ اسواسطے تھا کہ لوگ حضرتؐ کے پاس جماعت جماعت متفرق آتے تھے جیسا جس نے جس وقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پھر جو شخص ابتدا سے حضرتؐ کے ساتھ تھا جیسے ابن عباسؓ وہی حقیقت حال پر مطلع ہین اور

نالائقی یعنی یزید کی ثابت ہی اور علیہ السلام کی لیاقت اور اور حدیثون سے امام حسین حدیث سے اور کئی آیتون تو دین دیکھے اور اس ہے قرآن شریف کے سورہ سنت کو اور یہ حدیث بطلان یعنی دوست رکھتے ہین میری روایت مین یحیون ہے

یقین ہوا کہ یزید پلید پرتا بعداری امام علیہ السلام کی سنت کی جبر وہ اوٹھے دعوی کرکے امامت کا پھر جب اوس نابکار نے اور اوسکے ہوا خواہون نے سنت الہی کی اور اوسکے برادر نا غضب الہی سے وہ سب مردود ہوے

اور یہ ارادہ کرکے ... پیشوا اپنے ... تابعداری ... وہ یزید ... اوسکے ... حدیث مین آیا ہے ... سنت من بنی امیہ ...

یعنی پہلا ... سنت میں بنی امیہ ... حدیث مسند ... ابی الدردا اور اصحاب ... ابی عبیدہ ابن الجراح ... اور ابن ... علی ... ثابت ہین

اور روایت اوسکی ٹھیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ اگر کوئی حدیث جواب مین کسی
سوال کے واقع ہو تو ضرور ہی کہ سائل کے لفظون مین تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق
سوال کے ہوتا ہی پہر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر
کیجاوے تو ایک مطلب سمجھا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسرے
مراد معلوم ہوتی ہی جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مین لکھا ہی اتاہ رجل فقال یا رسول اللہ انی افضت قبل ان احلق فقال احلق
ولاحرج وجاء آخر فقال یا رسول اللہ ذبحت قبل ان ارمی قال ارم
ولاحرج الحدیث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرتؐ کے پاس ایک مرد موسم حج مین
پہر کہا اوسنے یا رسول اللہ افاضہ کیا مینے سر منڈانے کے پہلے فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہہ حرج نہین پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا مینے رمی کی پہلی فرمایا رمی کر
اور کچہہ حرج نہین اب ظاہر ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ حج کے افعال کو بے ترتیب
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچہہ گناہ اور کچہہ فدیہ نہین ہوتا ہے
خواہ قصداً ہو خواہ بھول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہی
سمجہتے ہین لیکن سائل کے لفظ کیطرف اگر نظر کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہ حکم صرف بھول سے اور نادانستگی کی صورت مین ہی اور بالقصد کی تقدیر
مین نہین جیسا مواہب لدنیہ مین ہی کہ صحیح مسلم مین لکہا ہی روایت سے ابن عمرو بن
العاص کی وقف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی راحلتہ فطفق ناس یسالونہ
فقال القائل منہم یا رسول اللہ انی لم اکن اشعر ان الرمی
قبل النحر فنحرت قبل الرمی فقال ارم ولاحرج قال فما سمعتہ یسال یومئذ

عن امر مما ینبغی للمرء او یجمل من تقدیم بعض الامر قبل بعض واشباہہا الا قال صلی اللہ علیہ وسلم قال افعلوا ذلک ولاحرج الحدیث خلاصہ یہ ہے کہ لوگ سوال کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک نے یا رسول اللہ کہ مجھے خبر نہ تھی کہ رمی سے پہلے قربانی کے پہلے سو میں نے ذبح کیا پہلے رمی کے پھر حضرت نے فرمایا رمی کر والو کچھ حرج نہیں اور جو کوئی حضرت سے سوال کرتا تھا کہ کسی امر کو بھول کر کی یا شتابی ہو کر کوئی کام کیا یعنی پہلے کرنے کی چیز پیچھے کی تو پیچھے کی پہلے تب حضرت فرماتے تھے کہ کر والو اور کچھ حرج نہیں اور مقلد اور پیچھے یہ کہ سمجھے کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی حال کی کیونکہ راوی کبھی سمجھتا ہے کہ یہ حکم ہر حال میں ہے اور ویسی ہی روایت کرتا ہے باوجود اس بات کے کہ واقع میں حضرت نے بطور قصے کے کسی کا حال فرمایا ہے اور ظاہر الفاظ سے حدیث کے نہیں معلوم ہوتا ہے پھر جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو بڑی غلطی میں پڑیگا جبتک کہ قصہ اس حدیث کا نہ جانے اور قصہ حدیثون کا متن حدیث مین اکثر مذکور نہیں ہوتا بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ میں مرقوم ہوتا ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت میں دو حدیثیں ہیں کہ ان دونوں کے ذکر کرنے میں بہت طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لئے خلاصہ دونوں حدیثوں کا مختصر کرکے لکھا گیا جب عائشہؓ کے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ان المیت لیعذب ببکاء الحی علیہ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے زندہ کے اوسپر تب عائشہؓ نے فرمایا کہ خدا مغفرت کرے عبداللہ کی خبردار رہو کہ عبداللہ نے قصداً جھوٹ نہیں کہا لیکن بھول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اوسکے سننے یا سمجھنے میں واقع ہوئی سو قصہ اوسکا یوں ہے کہ ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک یہودیہ کی قبر کے ساتھ اوسپر کوئی رو تا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ اسپر روتے ہیں اور حال اسکا یہ ہے کہ وہ عذاب

کیجاتی ہے اپنی قبر مین اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یعنی اور
نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کے بوجھ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر نہ پڑیگا سو رونا
اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندہ کا ہے مردے پر کیون پڑیگا اور سمجھنا اوسکے بیچ کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اسکے معنی اور مراد اور تاویلین اوسکے ساتھ خوب معلوم ہون زیادہ
ہے کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کے خلاف ہین تو اوسپر عمل جایز نہین
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے
نازل ہوئی تھی یا قرائن سے اور علامات اور تاویلات سے تطبیق اون دونوں کی درمیان
ہوسکے یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کیواسطے بہت علم
درکار ہے کہ اس مقام مین گنجائش اسکی نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ توضیح کی فصل
النسخ مین اور تفسیر احمدی کے خطبے مین لکھا ہے قال رسول صلی اللہ علیہ
وسلم یکثر لکم الاحادیث من بعدی فاذا روی لکم حدیث فاعرضوہ علی
کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ یعنی بہت حدیثین روایت
کیجاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کیجاوے
تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پھر اگر اوسکو موافق قرآن مجید
کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور
بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابون مین مروی ہے اور بعضے محدثون کے نزدیک یہ حدیث
ثابت نہین ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سے بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ
نور الانوار کی بحث سنت مین ہے رد حدیث فاطمة بنت قیس زوجها طلقها ثلثا

ولم یفرض لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکنی ولا نفقۃ وردہ عمرؓ وقال لا ندع کتاب ربنا وسنت نبینا بقول امرأۃ لا ندری اصدقت ام کذبت ام حفظت ام نسیت یعنی روایت کی ہی فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکے شوہر نے اوسکو تین طلاق دی اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تہا پہر عمرؓ نے اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا چہوڑ دین گے ہم کتاب پروردگار کو اور نہ سنت رسولخدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جہوٹ اور یاد رکہا ہی اوسنے یا بہول گئی اور نتیجہ اوسکے یہ ہے کہ احکام اجماعیہ سے بہی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور حدیث ہی نہین ہی بلکہ اجماع بہی حجت ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثۃ اٰیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ الخ اصول شریعت کے تین ہین پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ کہ جسکا حکم ظاہر ہو اور دوسرا سُنّت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہی قرآن اور حدیث کی تو یہ تینون واجب العمل ہین یہ اشارہ ہی اجماع اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کے ظاہر معنی بالاجماع متروک ہین یعنی باتفاق سب علما کے ثابت ہوا کہ اوس حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہی پہر اس صورت مین اس حدیث کے ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہی اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہی اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت ہی جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی والحدیث الوارد فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الغیبۃ تفطر الصائم وھو ماول بالاجماع والفتوی بخلاف الاجماع غیر معتبر یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

کہ غیبت روزے کو توڑتی ہی بالاجماع ماول ہی اور تاویل اسکی یہ ہی کہ غیبت سے روزے کی فضیلت جاتی ہی رہتی ہی اور فتوی دینا خلاف اجماع کے باطل ہی اور اسیواسطے اگر کسی روزہ دار نے کسیکی غیبت کی پہر اوس نے اوس حدیث کے ظاہر معنی کو اعتبار کرکے سمجہا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پہر اوس نے قصدًا کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکے حق مین مقبول نہین ہی کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ کے اوسی مقام مین ہی فظن ان الغیبۃ فطرتہ فاکل بعد ذالک فعلیہ القضاء والکفارۃ سواء اعتمد حدیثا او فتوی لان ہذا الظن والفتوی فی غیر موضعہ یعنی کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان کیا کہ اوس غیبت نے اوسکے روزے کو توڑا پہر یہ سمجہکر کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر اعتماد کرکے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اسواسطے کہ یہ گمان اور فتوی بے محل ہی تو لب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سے واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہی اوسکے ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضی حدیث کے معنی سمجہنا موقوف ہی مسائل اجماعی کے جاننے پر اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے دوسرے دلیلون سے اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہین کہ ظاہر عبارت سے اوسکے دو معنی مخالف سمجہے جاتے ہین تو جبتک اوس حدیث کو قرآن سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہی تو جو کوئی صرف ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ

حدیث ہی مشکوۃ کے باب القراۃ فی الصلوۃ میں لا صلوۃ لمن یقرء بفاتحۃ الکتاب
اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ نہیں جائز ہی نماز اوس شخص
کی جو نہیں پڑہتا ہی سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسری حدیثوں
میں بھی آئے ہیں جیسا کہ لا صلوۃ لمن لا وضوء لہ یعنی نہیں جائز ہے نماز اوس
شخص کی جسکو وضو نہیں ہے جیسا کہ امام شافعیؒ اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہیں
اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہی فضیلت اور کمال نماز میں اوس شخص کی کہ نہیں
پڑہتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسری حدیثوں میں
بھی آئے ہیں جیسا کہ لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہیں کامل ہی نماز
مسجد کے ہمسایہ کی مگر مسجد میں اور اسی طور پر دوسری حدیث ہی لا صلوۃ بحضرۃ الطعام
یعنی نماز کامل نہیں ہی جسوقت کہ کہانا سامنے حاضر ہوا اور دل بھی راغب ہی پس جبکہ
اس حدیث نے دو معنی کا احتمال رکہا اور کچھہ قرینہ حدیث کی عبارت میں تو ایک معنی
کی ترجیح کا نہیں ہی تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے
ملایا جاوے تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہی کہ نہیں کمال ہی
نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ادا ہوتی ہی لیکن کامل نہیں
بلکہ ناقص ہے اور یہی ہی مذہب امام ابو حنیفہؒ کا موافق اس آیت شریف کے
فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑہو جسقدر تمکو آسان ہو قرآن سے اور اس آیت سے
معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین فرض نہیں ہی اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ میں ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو نماز تعلیم کرنے کیوقت فرمایا ہی فاقرءوا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر میں ہی ثلث
آیات یقرأ بھا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان

يعنى تين آيتين ہين كہ جو پڑھے تم مين سے كوئى اونكو نماز مين اپنى تو بہتر ہى اوسكے حق مين تين اونٹنى حاملہ موٹى سے تو اس حديث سے معلوم ہوا كہ تين آيہ جس سورہ سے ہو نماز مين پڑھنى كافى ہى اور جاننا چاہيے كہ يہ حكم امام و منفرد كے حق مين ہى اور مقتدى كو قراۃ حرام ہى الغرض اس حديث كو اگر پچھلے معنى پر حمل كيا جاوے تو قرآن اور دوسرى حديثون سے تطبيق ہوتى ہى اور اگر پہلے معنى پر حمل كيا جاوے تو قرآن اور دوسرى حديثون كے خلاف ہوتا ہى خلاصہ يہ ہى كہ جبتك اوس حديث كو قرآن اور دوسرى حديثون سے ملايا نہ جاوے تو ہرگز مراد اوس حديث كى نہين سمجھى جاتى ہى اور سمجھنا اوسكے معلوم كرنا وجہ ترجيح كو يعنى اگر دو حديث آپس مين متعارض ہون تو دريافت كرنا كہ غالب كون ہى اور عمل كرنا كس پر صحيح ہے اور ترجيح بہت سببون سے ہوتى ہى ہر ايك كى تفصيل اور ہر ايك كى مثال كا بيان بہت دراز ہے يہان نمونے كيواسطے چند چيزين مذكور ہوتى ہين كہ كبھى ترجيح بعضى حديث كو بسبب موافقت كلام اللہ كے ہوتى ہى يعنى دو حديث مين اختلاف ہو تو قرآن جس حديث كے موافق ہو وہ راجح ہى اور كبھى واسطے توافق حديث متواتر يا مشہور كے اور كبھى اس جہت سے كہ ايك حديث بعضے وقت مين وارد ہى اور دوسرى اكثر احوال مين اور كبھى اس جہت سے كہ ايك حديث كے راوى فقيہ اور مجتہد تھے يا وہ جو حضرت صلى اللہ عليہ وسلم كى صحبت مين بيشتر حاضر رہتے تھے تو اونكى روايت دوسرون كى نسبت سے غالب ہے اور كبھى بجہت تقدم اور تاخر كے يعنى حديث موخر راجح ہى كيونكہ موخر ناسخ مقدم كى ہى جيسا كہ مسئلہ آمين كہنے كا بعد سورۂ فاتحہ كے كہ اوسكے اخفا مين بھى حديث وارد ہى اور جہر مين بھى مروى ہى پھر يہ حديث اخفا كى كئى وجہ سے غالب ہے اول يہ ہى كہ حديث جہر كى بعضے وقت مين وارد تھى

یعنی امت کو تعلیم کے لئے تو لوگ جانتے ہین کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے جیسا کہ
مروی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کرکے قرات
فرماتے تھے تا کہ لوگ قرات کی مقدار کو معلوم کر لین یعنی کس وقت مین کس قدر
قرآن پڑھنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر مین ہی عن
ابی قتادۃ رضی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقراء فی الظہر فی الاولین
بام الکتاب وسورتین فی الرکعتین الاخریین بام الکتاب یسمعنا الایۃ
احیانا و عن البراء قال کنا نصلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر
فنسمع منہ الایۃ بعد الآیات من لقمان والذاریات اور بخلاف حدیث اخفا
کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تھے تو اسواسطے حدیث اخفا کی غالب ہی جیسا
کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ مین لکھا ہی ان الجہر بہا فی بعض الاحیان
کان للتعلیم فعلا کما ورد و کان یسمعنا الایۃ احیانا لا لیکون سنۃ مستمرۃ
والا لما ترک عمر و علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم اور کافی مین ہی والجہر
المروی محمول علی انہ کان اتفاقا لا قصدا او کان لتعلیم الناس ان الامام
یومن کما یومن القوم دوسری وجہ یہ ہی کہ اخفا کے راوی عمر ابن الخطاب اور
علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اور انکی مانند ہین جیسا کہ لمعات التنقیح
اور شرح سفر السعادۃ مین ہی اور یہ راوی بہ نسبت جہر کے بڑے فاضل ہین اور
قاعدہ ہی کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا
راوی ایسا نہو غالب ہی جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہی اور یہان ہی رفع
یدین کے مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصا روایت اور مذہب عمر
رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہی کہ ہمارے

بعد پیروی کرا بوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب جمع المناقب مین ہی عن ابن مسعود رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا باللذین بعدی ابی بکر وعمر اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی شان مین فرمایا ہی کہ مین گھر ہون علم کا اور علی دروازہ ہے اُسکا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب مناقب علی مین ہی انا دار الحکمۃ وعلی بابھا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو کہے اسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوٰۃ کے اوسی باب مین ہی وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ پھر جب راوی اخفای آمین کے عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابیطالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹھہرے اور یہ تینون صحابی جلیل القدر عظیم الشان ہین اور عمل بھی اونکا یہی تھا تو بیشک اخفا راجح ہی اور پیروی اوسکی واجب اور تیسری وجہ یہ ہی کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کے موافق ہی اسواسطے کہ قرآن مین آیا ہی اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ دعا کرو تم خدا تعالیٰ سے عاجزی اور پوشیدگی سے بے شک خدا دوست نہین رکھتا ہی حد سے گذرنیوالون کو یعنی اللہ نے دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوئی عاجزی اور اخفا نکرے اوسپر رحم نہین کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل مین عاجزی اور ڈر سے بلند آواز کرکے نہین اور تیسیر الوصول کے باب التفسیر مین ہی قال اصحابہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ فنزلت واذا سالک عبادی عنی فانی قریب پوچھا اصحابؓ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے تو چپکے دعا کرین یا دور ہے

تو شور سے پکارین تب نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھین تجھ سے میرے بندے میرے حال کو
تو کہو کہ بے شبہ مین نزدیک ہون پھر اون تین آیتون سے معلوم ہوا کہ ہر دعا مین
اخفا واجب ہی مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع ہی اور بے اختلاف
کے ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جائز ہی جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین
کا بھی دعا ہی کیونکہ معنی اسکے ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع
سے ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
اللہ کے موافق ہی راجح ہوئی جیسا کہ نہایہ مین ہی واحتج اصحابنا بان التامین دعاء
فان معناہ اللهم استجب السبیل فی الادعیۃ المخافتۃ علی ما قال اللہ تعالی
ادعو ربکم تضرعا وخفیۃ وقال علیہ السلام خیر الدعاء الخفی اور
عنایہ اور کافی مین بھی ایسا ہی ہی لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہی طوالت کے خوف
سے نہین لکھا گیا اور تیسری وجہ یہ ہی کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی
ہے ضعیف ہی جیسا کہ یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور
استاد ہین امام محمد بخاری کے جیسا کہ حال تیسیر الوصول کے خطبے مین لکھا ہی ضعیف کہا
ہی اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی قال الشافعی یجہر
بہا عند الجہر بالقرءۃ لحدیث وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال آمین ومد بہا صوتہ وما رواہ ضعفہ یحیی ابن معین فلا یلزم حجۃ
اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہی چنانچہ
اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین
نقل کیا ہی اور پانچوین وجہ یہ ہی کہ جہر آمین کا متقدم اور اخفا اسکا موخر ہے یہ حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور نہایہ

ہین ہی قال عبد اللہ ابن مسعودؓ ترک الناس الجہر بالتامین وماترکوا الا لعلمہم بالنسخ فرمایا ہی عبد اللہ ابن مسعودؓ نے کہ لوگون نے آمین شور سے کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا اوسے مگر جب یقین حاصل ہوا اون سبکو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیث وارد ہی لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجہ سے غلبہ ہے وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کے راوی زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑے فقیہ اور بڑے فاضل ہین جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعودؓ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر مین ملازم رہتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پر کمال مطلع تھے اور اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعودؓ کہے اوسکی پیروی کرو اور اصحاب عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی خوشخبری دی ہی اور یہ سب صحابی حضرتؐ کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتے اور حضرتؐ کی مجلس مین خصوصًا نماز کیوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت نزدیک رہتے تھے اور حضرت صلعم کے احوال پر خوب واقف تھے بخلاف حدیث رفع کے راوی کہ اس مرتبہ مین نتھے تو بیشبہہ حدیث عدم رفع کے راجح ہی جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہی واعلم ان الاثار عن الصحابۃ والطرق عن النبی صلعم کثیر جدا والقدر المتحقق بعد ذلک کلہ ثبوت روایۃ کل من الامرین عنہ علیہ السلام فیحتاج الی الترجیح لقیام التعارض ویترجح ما صرنا الیہ بانہ کانت اقوال مباحۃ فی الصلوۃ وافعال من جنس ہذا الرفع وقد علم نسخہا فلا یبعد ان یکون ہوایضا مشمولا بالنسخ خصوصًا وقد ثبت ما یعارضہ ثبوتا لامرد لہ وکذا بافضلیۃ الرواۃ عن رسول اللہ علیہ وسلم

فقد حدث من لا یحصی عن عبد الله ابن مسعودؓ وھو عالم بشرایع الاسلام
وحدودہ ومتفقد لاحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملازم لہ فی اقامتہ و
اسفارہ فیکون للاخذ بہ عند التعارض اولی من افراد مقابلہ اور نہایہ اور عنایہ
اور ذخیرۃ العقبیٰ مین ہے وروات اخبارنا البدریون من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الذین کانوا یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ وعبد اللہ ابن عمر ووائل بن حجر
کانوا یقومون البعد منہ صلی اللہ علیہ وسلم والاخذ بقول الاقرب اولی وروی
عن ابن عباسؓ انہ قال ان العشرۃ الذین بشرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ
لم یکونوا یرفعون ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ اور دوسری یہ وجہ ہے کہ بعضی
صحابی نے حضرتؐ کے رفع یدین کو روایت کیا اور بعضے نے عدم رفع یعنی ارسال کو روایت
کیا لیکن قول حضرتؐ کا عدم رفع کے موافق ہے اور رفع کے مخالف اور قاعدہ ہے
کہ جب حضرتؐ کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکے موافق ہو تو اوس فعل کو
غلبہ ہے جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہے لانہ لما تعارضت روایتا فعلہ
وجب المصیر الی قولہ وھو الحدیث المشہور لا ترفع الایدی الا فی
سبع مواطن عند افتتاح الصلوٰۃ وقنوت الوتر وتکبیرۃ العیدین والاربعۃ
فی الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابوحنیفہ حدیث کی کتابون
مین ہے اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بھی ہے لیکن
عبارت مین ان سب کتابون کی کچھہ کچھہ اختلاف ہے اور مضمون سب کا ایک
ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے
ثابت ہوا ہے قول اور حکم سے ثابت نہین ہے بلکہ قول حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا عدم رفع مین وارد ہے اور قاعدہ ہے کہ جب حضرتؐ کے فعل اور قول مین

اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابوںمین ہی القولی مقدم
علی الفعل اور دوسرے مقام مین ہی حکایت الفعل لا تعم اور خصوصًا جبکہ
منع حضرت کا وارد ہی یعنی حضرت نے لوگون کو نماز مین رفع یدین کرنیکو منع فرمایا
تو بیشک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے
لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ مین ہے وحین
رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقوامًا یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ عند الرکوع وعند
رفع الراس من الرکوع فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوۃ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق و شرح مختصر الوقایہ
مین بھی ہی لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہی اور چوتھی وجہ یہ ہی کہ رفع یدین مقدم
ہے یعنی ابتدای اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح
ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی مارفاہ
محمول علی الابتداء ای انہ کان ثم نسخ عن ابن الزبیرؓ انہ رای رجلا یرفع
یدیہ فی الصلوۃ عند الرکوع فقال مہ فان ھذا شیء فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم ترکہ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی قال ابن
مسعودؓ رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعنا و ترک فترکنا الغرض
رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابوں سے ثابت ہی جیسا کہ ہدایا اور فتح القدیر اور
اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادۃ لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کی عبارت جدا
جدا نہین لکھی گئی اور تیسرا امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل ہین یا نہین اور اس بات کو
جاننا بھی بہت سی چیزیکے جاننے پر موقوف ہی اس مقام مین مثال کیواسطے تھوڑا ذکر

کیا جاتا ہی منجملہ اوسکے یہ ہی کہ جانے کہ یہ حدیث مکلف کے حق مین ہی یا خاص بعضی گروہ
کے حق مین کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہین ایک کے حق مین
درست اور دوسرے کے حق مین نادرست تو جب وہ اس بات کو جانے گا تب سمجھیگا کہ خود
کس جنس مین ہی اور اوسکے حق مین کیا حکم ہی اور اگر یہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین
پڑیگا جیساکہ تیسیر الوصول کے باب القبلۃ والمباشرۃ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ
فاتاہ اٰخر فسالہ فنھاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نھاہ شابا
اخرجہ ابوداؤد یعنی ابو ہریرہ رض نے کہا کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنے بدن کو عورت کے
بدن سے درست ہی یا نہین آپنے اوسکے واسطے درست رکھا پھر دوسرے نے بھی
ایسے ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نے منع فرمایا تو جس شخص کیواسطے درست رکھا
تھا وہ بڑا بوڑھا تھا اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ جانے یہ
کہ حکم خاص ایک شخص معین کے حق مین تھا یا عام تھا سب مکلف کے لیے کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی رو سے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کے حق مین درست رکھتے تھے اور دوسرے کے حق مین نادرست اور حضرت کے
کے بعد سب مکلف کے حق مین برابر ہوا جیساکہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوٰۃ
مین ہی عن عبد اللہ ابن فضالۃ عن ابیہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفیما کان علمنی حافظ علی الصلوٰۃ الخمس قال قلت ان ھذہ الساعات
لی فیھا اشغال فمرلی بامر جامع اذا انا فعلتہ اجزاعنی فقال حافظ علی
العصرین وما کانت من لغتنا فقلت ما العصران قال صلوٰۃ قبل طلوع

الشمس وصلوٰة قبل غروبها اخرجه ابوداؤد عبداللہ بن فضالہ نے روایت کیا ہے
اپنے باپ سے کہ کہا اوسنے تعلیم کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جس
بات کو کہ حضرت نے ہمکو سکھلایا تھا اونمین سے ایک یہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی
نماز کو پھر کہا اوسنے کہ عرض کیا مینے کہ ان سب وقت مین میرے واسطے بہت
کام رہتا ہے سو مجھکو حکم کیجیے ایسی ایک عبادت کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کرے
مجھکو سو فرمایا حضرتؐ نے کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سے
نہ تھا اسواسطے مینے اوسکو نہ سمجھا پھر مینے پوچھا تب فرمایا حضرتؐ نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب
کے اور نماز پہلے غروب اوسکے اور منجملہ اوسکے یہ جانے کہ یہ حدیث کونسے شہر والون
کے حق مین وارد ہے اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار شہرون کے مختلف
ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت مین اوس شہر کا کچھہ ذکر نہین ہوتا ہے جب شخص
اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ یہ حکم ہمپر ہے یا دوسرے پر اور اگر یہ فرق نجانیگا
تو سخت خرابی مین پڑیگا جیسا کہ مشکوٰة کے باب آداب الخلا مین ہے عن ابی ایوب
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة
ولا تستدبروها لکن شرقوا او غربوا متفق علیہ یعنی جب تم پاخانہ مین
آؤ تو قبلہ کیطرف منہ یا پیٹھہ نکرو لیکن پچھم یا پورب کی طرف منہ کرو تو یہ حکم
مدینے والون کے حق مین اور مانند انکے ہے اسواسطے مدینہ مطہرہ اور مکہ معظمہ
کے ہے تو جب پچھم یا پورب کی طرف منہ کریگا تو قبلہ کی جانب مین منہ نہوگا جیسا
کہ تیسیر الوصول کے باب آداب الاستنجا مین ہے قوله شرقوا وغربوا امر لاهل المدينة
ولمن قبلة على ذلك السمت واما من كان قبلة الى المشرق والمغرب فلا يستقبلها
یعنی قول حضرتؐ کا شرقوا او غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لیے اور جو لوگ کہ قبلہ

111

اونکا اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اوسکے حق مین یہ حکم نہین ہی اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین ہے عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین المشرق والمغرب قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہی تو یہ حکم بھی اہل مدینہ اور مثل اونکے واسطے ہی اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جانے کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث لوگون مین مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین بھی ہے اکرموا الخبز فانھا من برکات السماء والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سے آسمان اور زمین کے ہے یعنی روٹی جب آوے تو انتظار سالن کا نکرو تو یہ حکم گھر کے کھانے مین ہی ضیافت مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کے اذن کی انتظاری کرے جیسا کہ اوسی فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وھذا فی بیتہ واما فی الضیافۃ فینتظر الاذن تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسی لوگونکی عادت ہی کہ پہلے روٹی لاتے ہین تو وہ شخص پہلے روٹی ہی ٹھوسنے لگیگا اور سالن کے لیے شور مچانے لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو انتظاری اور تاخیر مین پھینکیگا جیسا کہ اسطرحکی خرابیان اکثر مجلسون مین واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت مین وارد ہوئی تھی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تھا پھر وہ حکم منسوخ ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہی نہاھم عن اربع الحنتم والدباء والنقیر والمزفت یہ چار نام اون برتنون کے ہین کہ جنمین شراب رکھتے تھے سو جب شراب حرام ہوئی

تو اون برتنون کا استعمال بھی حرام ہوا تاکہ لوگون کو شراب یاد نہ پڑے اور الفت اوسکی نہ رہے اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوے اور جب لوگ خوب شرع کے حکمون مین مضبوط ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اون کے یہ جاننا کہ وہ حدیث مطلق احوال مین وارد ہے یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہوئی ہے کیونکہ بہت حدیثین ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے اور جس شخص کو عذر نہو اوسکے حق مین وہ حکم نہین ہے تو جب تک اس بات کو سمجھیگا نہ جانے گا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب صفۃ الصلوٰۃ مین ہے وعن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فاذا کان فی وتر من صلوتہ لم ینہض حتی یستوی قاعدا رواہ البخاری روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے پھر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کے یا تین رکعت کے بعد تو نہ اوٹھتے یہانتک کہ اچھی طرح سے بیٹھتے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اسکے ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کے اور حاجت کے تھا جس طرح بیماری اور ضعف اور کبرسن وغیرہ مین اور جب کسیکو اوسکی حاجت اور ضرورت نہو تو اوسکے حق مین وہ سنت نہین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بھی ایسے ہی مذکور ہے خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور ہین کہ تفصیل اونکی اس مقام مین نہین ہوسکتی ہے اسواسطے صرف مثال کے لیے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اوسکو بے تکلف سمجھین یہان بیان کی گئین اور اونکے سوا اور شرطین بھی ضرور ہین کہ اونکے مضمون کو بھی سمجھنا ہر ایک عوام کو دشوار ہے جیسا کہ اصول فقہ اور اصول

حدیث کی کتابون مین مفصل مصرح ہے اور اون سب شرطون کا اس زمانہ
مین پایا جانا سخت مشکل و بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے چنانچہ سابق جو
شرطین بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اونکے مضامین مین غور کرنے سے صاف ظاہر
ہوتا ہے اسواسطے اس زمانہ مین بلکہ زمانہ دراز سے سب عالمون نے جب خوب دریافت
کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور محمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہوسکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہوکر پشیمان بنکر اون سب شرطونکو حاصل
کرنے کے لئے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے
تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر واجب کرلی ہے اور اسیواسطے سب علمانے اجماع کیا
اس بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلونکے نزدیک
اسکا اجتہاد مقبول ہو اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو اور مسائل و فتوے
اوسکے مذہب کے بے شبہہ مفصلاً مروی ہوون تو ایسے کی تقلید درست ہے
پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کے ساتھہ سوای ان چار امام کے پایا نہین گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کے ساتھہ سوا ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا اسواسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب مین سے ایک
مذہب کی پیروی کرلنے واجب ہے اور انکے سوای اور کسی مجتہد کی تقلید یا
دوسرے کسی طریقے کی پیروی جائز نہین ہے اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ صرف
علمای حنفی نے یہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب مختلف کے علمانے بھی اسی

باتین بڑی شان کیساتھ جیسا سابق جواب مین سوال چوبیسوین کے بہت سی
کتابون مین مذکور ہوا ہے پھر ثانیاً تفصیل کی حاجت نہین ہے لیکن بطور نمونہ
کے صرف ایک کتاب سے لکھا جاتا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے
وفی زماننا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ھذہ المذاھب الاربعۃ فی الحکم المتفق
علیہ بینھم وفی الحکم المختلف فیہ ایضاً لا باعتبار ان مذاھب غیرھم من السلف
باطلۃ وانما باعتبار ان مذاھبھم وصلت الینا بالنقل المتواتر ویرویھا جماعۃ
بعد جماعۃ فی کل ساعۃ من زمانھم الی زماننا ھذا لا یمکن عد الروایۃ
ولا انحصارھم فی اقطار الارض وبینت لنا شروط مذاھبھم وفصلت
مجملاتھا وقیدت مطلقاتھا بالنقل المتواتر بخلاف مذاھب غیرھم
من السلف فانھا نقلت الینا بطریق الاحاد فلو فرض ان حکما من احکام نقل عن
بعض مذاھب السلف بطریق التواتر یحتمل ان یکون مجملا لم یفصلہ ناقلوہ او ان لہ قید
اخل بہ ناقلہ او شرطا یتوقف القول بصحتہ عند ذالک المجتھد فیکون العمل
بہ باطلا فلھذا الامر حصرنا صحۃ التقلید فی اتباع المذاھب الاربعۃ لا غیر
خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی کہ اس زمانے مین تقلید منحصر ہے انہین چار کی ایک مذہب
مین اور ان چار کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہے اسواسطے کہ ان چار
امامونکا مذہب نقل متواتر سے منقول ہوا ہے اور اونکے زمانے سے لیکر اس زمانے تک
اسقدر راوی ان مذہب کے گذرے ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہی اور ان مذہبون
کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور مذہبون کے کہ تواتر سے
مروی نہین ہی اور تفصیل اونکی نہین ہوئی ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ
اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت

١١٥

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد سيد الاولين و...

اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو تو ان صورتون مین عمل اوسپر باطل ہوگا
اسواسطے انہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہی اور شافعی علمانے بھی ایسیہی کہا
ہی جیساکہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ
المرام کا اور شافعیون کے نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہی اوسنے فتح المبین شرح الاربعین
کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہی اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید
غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین
لان ہؤلاء عرفت قواعد مذاہبہم واستقرت احکامہا وخدمہا تابعوہم
وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا ہو منصوص لہم اجمالا
او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر ولم تدون کذلک فلا تعرف
لہا قواعد یتخرج علیہا احکامہا فلم یجز تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا
لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوہا الی فہم مقلدیہم فقلت
الثقۃ بحکم ما یحفظ عنہم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ
اوسکا یہ ہے ہمارے اماموں نے یعنے شافعیون نے کہا ہی کہ اس زمانہ مین ان چار
اماموں کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہین ہے اسواسطے کہ ان اماموں کی
مذہب اور اونکے قاعدے تو معلوم اور مشہور ہین اور مسئلہ اونکے خوب ثابت ہین اور
تابعون نے اونکے مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہی بخلاف
اور مجتہدون کے کہ اونکا مذہب لکھا ہوا نہین ہی اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل
اونکی مذہب کی منقول نہین اور مسائل اونکے مذہب کے ضبط نہین اسواسطے
دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی علمانے بھی ایسےہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم بن
مرعی شبرخیتی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی اوسنے

بستقبل بنفسہ ورایہ واجتہادہ
لمن دون ثم انضبطوا لا یجوز لاحد ان
یومن الحجر الصحابۃ لان من ہم
الصور فلا یجوز تقلید غیرہم
اعتقاد ان کلواحد منہم علی الحق و
المخطئین تفصیل واحد من الائمۃ الاربعۃ
بلا دلیل ودخل السوال انہ یجب علی من
والحق بین والہ وصحبہ اجمعین

الاجماع انعقد علی اتباع الائمۃ الاربعۃ
الامام ابی حنیفۃ والامام مالک والامام
الشافعی والامام احمد
غیرہم بعد عقد الاجماع فلا یجوز تقلید
مذاہب الغیر لانہم ما ثبتت ثم انضبط
ہؤلاء فانہم

مذاہبہم ودونت وضبطت
تابعیہم حرروہا وصنفوا فیہا التصانیف
فی الاحکام الفرعیۃ من عند التکلیف
بہذا التقلید لان الاصل
بموت اصحابہا والاصل اہل الذکر
قولہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما شفاء العی السؤال
عالما کفی اللہ السائل ما اقتصد
انہ لا یجب علی احد ان یجتہد
اتباع احد من الائمۃ الاربعۃ
المعتبرۃ
تقلید الی ما وصل الیہ
الاجتہاد من معرفۃ
المتمسکین بالکتاب

فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النوویہ کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہی
ما عرف عن ھؤلاء الصحابۃ الاربعۃ او عن بعضھم اولی بالاتباع من بقیۃ
الصحابۃ اذا وقع بینھم الخلاف الی قولہ وھذا فی المقلد الصرف فی تلک الازمنۃ
القریبیۃ منہا من الصحابۃ اما فیما بعد ذٰلک فلا یجوز تقلید غیر الائمۃ
الاربعۃ مالک وابی حنیفۃ والشافعی واحمد رح لان ھؤلاء عرفت قواعد
مذاھبھم واستقرت احکامھا وخدمھا تابعوھم وحرروھا فرعا فرعا
وحکما حکما خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون یا بعض سے اون کے
معلوم ہوا ہی تو وہ مقدم ہی دوسرے صحابی کے قول پر اور یہ بات اوس زمانہ
کے مقلد کے حق مین تھی لیکن اوس زمانہ کے بعد جائز نہین ہے تقلید سوای ان چار
اماموں کے یعنی مالک ابو حنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ اونکے مذہب کی قاعدے سب
معروف ہین اور مسائل اونکے خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نے اونکے خوب
ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکھا ہی اب حاصل ان سب کا یہ ٹھہرا کہ شریعت
کے علما اور ہر مذہب کے فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہوگیا ہی کہ اس زمانہ مین
تقلید ایک امام کی ان چار اماموں مین سے واجب ہی اور اونکے سوا اور کسی کی تقلید
درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانہ کے خواص کو بھی اپنی سمجھ کے موافق
قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنے دریافت پر اجتہاد کرکے مسئلہ نکال لینا جائز نہین اور
اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سے نکلا ہو یا اوس نے اس اتفاق کے برخلاف
کیا ہو یا اوسکے مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچھ اعتبار نہین ہے کیونکہ وہ اجماع کہ
حدیثون کی رو سے پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سے عبارت ہی کہ اکثر
علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پھر اگر کوئی

محمد ابن یحییٰ مفتی الحنابلہ

مختصر اگرچہ عالم بھی ہو اس اجماع میں شریک نہ ہو تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے
بلکہ وہ شرور بدعت ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام
میں ہے عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد
الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یوں ہے
کہ جو جدا ہوا جماعت سے گرا وہ جہنم میں وعن معاذ بن جبل رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ
الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنی بے شبہ
شیطان آدمی کے حق میں جیسا بھیڑیا بکری کے حق میں ہے کہ پکڑتا ہے بکری کو جو اکیلی ہو اور دور پڑی
اور کنارے کھڑی ہوئی ہو تو واجب تم پر یہ ہے کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کی
پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ یعنی جو کوئی جدا
ہوا جماعت سے ایک بالشت کے اندازے تو بے شبہ دور کی اسلام کا ڈورا اپنی گردن
سے الغرض ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ
واجب ہوتا ہے اور بعضے کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہے بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اوسپر
خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت
کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی شریعتک
ومرضاتک واقم اقدامنا علی طریقتک وھداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین و
آلہ الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبہ الہادین سیما علی سید المجتہدین
امامنا وامام المسلمین علینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العلمین فقط

کتبہ عبد اللہ ... الحنفی

تمت

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکے سوالون کو کسی شخص نے کیا تھا اور جوابونکو اوسکے عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کر کے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑی معتبر اور مستند کتابون کی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما اور فضلا اور صلحا نے بغور و تامل اوسے دیکھ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصا مطابق طریقہ حنفی سمجھ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنے دستخطا اور مہر سے مزین فرمایا اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مولف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور ہمین آمین

اطلاع - پوشیدہ نہ رہے کہ یہ رسالہ ہدایت قبالہ تیرہوین صدی مین دو مرتبہ طبع ہو چکا ہے لیکن بسبب قدردانی اہل تقلید شیعی فی زماننا بس کمیاب ہے لہذا بغرض تائید اہل تقلید ہیچمدان محمد جہانگیر خان شکوہ آبادی نے واسطے دفع کرنے فتنہ چودہوین صدی کے تیسری بار مطبع احمدی ریاض ہند مین باین ضرورت طبع کرا دیا کہ حضرات غیر مقلدین کی طرف سے اشتہار و اخبار غیر مفید عام برعکس طریقہ اہل اسلام اکبر آباد مین شائع و ذائع ہوا کرتے ہین جسکے سبب دین متین مین جھگڑے پیدا ہوتے ہین

وما علینا الا البلاغ

بر نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردیم ظاہر شد کہ مسائل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت و جماعت موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہست حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب ولازم است

غلام سبحان | احمد کبیر | علی وارث

جوابہای این رسالہ ہمہ صحیح و درست بے کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم و حسب اجماع علمای راسخین و بر طبق اتفاق فضلای کاملین است

مهدی محمد	عصمت الله	سراج الدین	فیض الله
خصیلت حسین بهاری	میر محمد صدیق نقی	نجف علی	میر محمد حسین بکر مانی

جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کا انکار کرتے ہین اور کسی کی ان چارون سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور مسئلہ مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث کے بنا کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہین اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلے پوچھنے کے لیے اور اپنے مذہب کی تحقیق کے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرہ کے حضور مین آتے تھے اور جو لوگ کہ خود ظاہر نہین ہو سکتے تھے فتوی لکھوا کر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسواسطے بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تاکہ لوگ اس رسالہ کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہووین اور لوگون کے بہکانے سے گمراہ نہ بنین اسکے بعد جناب حاجی سید عبداللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اوسکو چھپوایا پھر یہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑھ کر اپنے مذہب مین مضبوط ہوگئے اور جو لوگ کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تھے اس کتاب

١٢٣

کو پڑہنے یا سننے سے اونکا شبہ رفع ہوگیا اور بعضے بیچارے عوام اور ضعیف
الاعتقاد کہ اس قوم کی گمراہی مین پڑے تہے اس رسالہ پر واقف ہوکر اپنی گمراہی
سے توبہ کی تب اس قوم نے جب یہ حال دیکہا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس
رسالہ سے واقف ہوتا ہے اون کے حق مین فساد اور فریب اونکا کچہہ تاثیر نہین
کرتا ہے اور اسکو نہ طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض
کرنا کچہہ فائدہ نہین دیتا ہے تب اس قوم نے اس طور کے فریبون کو چہوڑ کر ایک فریب دوسرا
نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلون کے سامنے اس رسالہ پر اعتراض
کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ سے بد اعتقاد ہو وین اور اسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضے
لوگ جناب مدرس صاحب کے حضور مین عرض کرنے لگے کہ اس قوم بد مذہب کے
سوال کا جواب کچہہ لکہنے کہ چہپوا دیا جاوے تاکہ اس قوم کا فساد کچہہ نہ چلے اور
لوگونکو اس رسالہ مین کچہہ شک نہ پڑے لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکی
طرف التفات نہین کرتے اور فرماتے کہ سوال بیجا کا جواب دینا بہی بیجا ہے کیونکہ
جواب جاہلان باشد خموشی + پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر بیبیانی نے دیکہا کہ
جاہلونکا کچہہ جواب بہی نہ دینا سبب اونکی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہے اس
واسطے مختصر کر کے لکہا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہکر یا سنکر اوس قوم کی
جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اونکے اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت
کر کے معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہ انکا بے حقیقت ہے
اور صرف فساد اور شرارت ہے اور یہ ہر چند [illegible] خدا ہو اسے تحقیق ہے اور اوسی
کی عنایت سے تحقیق اس قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام
الاسلام کی یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بھما

فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے یعنی
مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہی اس مقام مین اوسکو
نہین لکھا اس فریب کا دفع کئی طور سے لکھا جاتا ہے پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس
حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد و
صفحہ کا ذکر کیا ہی اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اسمین
کچھہ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکھہ لیوے تو اس صورت مین چوری
نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکھنا چوری کی تو جب ہووے کہ نام کتاب کا ذکر نہ کرے یا نام ذکر کرے مقام
کو تعین نہ کرے یا جو بات کہ جواب کے مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیسا
کہ اس قوم دجالیون نے ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوس مین فارسی عبارت سے
لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح آن مین بجز رفت
اور نام کتاب کا اور تعین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال یہ ہی کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے مسئلہ کے مقام مین ۸۴
صفحہ مین اور مشکوٰۃ کی شرح مین باب الصفۃ الصلوٰۃ مین لکھا ہے کہ رفع الیدین
منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچھہ شبہ ہو تو ان کتابون مین
اسی مقام کے پتے سے دیکھہ لیوے اور اس قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کی
بنائی ہی اور نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہی اوسمین اکثر حدیثونکو ناتمام لکھا ہے
کسی کی اول سے کسی کی آخر سے کچھہ کچھہ عبارت چھوڑ دی ہی جیسا کہ مالک ابن حویرث
کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل کیا ہے اور اوس مین رفع

بیدین کرنے کے مضمونکو لکھا ہی اور کانون تک ہاتھہ اوٹھانے کے مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت ہی بالکل ترک کیا ہے اور تنویر العینین مین یون کہا ہی
انه رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیه و
اذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلعم صنع هکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بهما اذنیه او فروع اذنیه کو چھوڑ دیا
ہے دوسرا دفع یہ ہے کہ یہ کتاب کچھہ کتاب حدیث کی نہین ہی کہ اس مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہ فتوای ہے اور فتوے مین اوسی قدر ضروری کہ بقدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کے تکبیر مین کانون تک ہاتھہ اوٹھاتے ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو اس مقام مین کچھہ علاقہ نہین ہی جیساکہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونے کی دلیل کیا ہی تو اوس کا جواب اسی قدر کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اقیموا الصلوٰۃ اور اگر کوئی اسکے جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہین گے مثال اوسکی فقہہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کیواسطے یہان ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ البیع باوجود اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ البیع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطے صرف احل اللہ البیع لکھا ہے اور مثال اوسکی انہین نئے مذہب والونکی کتاب ہے کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہی مذکور ہوا کہ مولف نے تنویر العینین کی اس حدیث مین فقط رفع الیدین کے مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تھا اوسکو وہان

او نیا جعلسازی ہوا کرے مین اور رات بلکہ نسبت ہوئی گی نادانی اور گمراہی اور بیوقوفی اور حماقت اور تنہائی کی اوسکی طرف جسے پہونچے ڈالی ادسکا کلام مین اور حماقت کی کرشمہ سازی کی مزدار کے زاویہ وقت مین لے جانے ہین ہم اقدر سکی ستی اور جہالت اور درستی اور ادرجینسہ العباد صلی اللہ

او تجاہل کی تحقیق کرنا ضبطی کوا مذہب ہنو وساو اپکی تزلزل گی پڑے جا العلماء اور تقلید اپنی کہ تحقیق ہی فتو موجودات کی کم تحقیقی کی در عطاء کی ہی کو اپنی مجبورات اور اوسکو ہلاک کرنے کی پیغم ہون کے او تھی پر سوار ہو اپنا پہکا بھکدوپیڑا اور گمراہی کی

لکھاہے اور ہاتھہ کا نون تک اوٹھانے کو کہ اوس سے اوسکو غرض نہ تھی بالکل اوسکو ترک
کیا تو یہ بھی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر یرا نصیحت اور
تیسرا دفعہ یہ ہے کہ مؤلف نے نظام الاسلام کے رفع الیدین کے مسئلہ کو چھوڑا
نہین ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کے بصورت سوال اور جواب کے لکھاہے صفحہ مین
اور وہان مفصلا بیان کیاہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور مکروہ اور اوسکی
دلیلون کو بالتفصیل لکھاہے تو پھر اس مقام مین کہ یہان صرف کان تک ہاتھہ
اوٹھانے کی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اور ایسے بیجا
ذکر کرنیوالے کو بلکہ جو ایسے ذکر کو تجویز کرے اوسکو مرغ بے ہنگام کہتے ہین اور وہ شخص
مصداق ہے مثل مشہور مصرع کہ ۔ سر بریدن واجب است آن مرغ بے ہنگام را
جیساکہ مؤلف نے تنویر العینین کی کان تک ہاتھہ اوٹھانے کی حدیث کو ترک کیا
اسواسطے کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان مین ہے چوتھا دفع یہ ہے
کہ رفع الیدین منسوخ ہے جیساکہ اوسکی دلیلین مفصلا ٦ اور ٧ صفحہ مین مذکور
ہین اسواسطے اوسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے کے
مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہے مطلب مین خلل ڈالتا ہے
الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسے لوگون سے احتراز کرین اور اونکو دشمن دین
کا سمجھین کہ یہ سب دین مین مفسد ہین جیساکہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہ
کتاب حدیث کی کتابونکا مجموعہ ہے جیساکہ جامع الاصول چھہ کتاب کی حدیث
کی جامع ہے ویسا ہی کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کے سوا اور کتابین حدیث
کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہے جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
تو اس کتاب کے باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے عن عبد اللہ

ابن عمر رض روی الطبرانی انه قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون
ثلاثون او اکثر قلنا ما آیاتھم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیھا لیغیّروا
بھا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم
طبرانی نے روایت کی ہے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ کہا ان نے قسم خدا کی ہو کہ بیشک
یعنی سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت
کے دجال اور پہلے اوسکے ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیون نے حضرت صلعم سے
پوچھا کہ اون گروہ کی کیا علامتین ہین پھر فرمایا حضرت صلعم نے کہ سکھلاویگی وہ قوم
کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل نہین کرتے تھے یعنی
ایک بات نئی کو سنت کہکر تمکو بتلاوین گے یا حقیقت مین سنت ہو لیکن تم
اوسکو نہین کرتے تھے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تھے تو وہ قوم کذاب اس نئی
سنت کو تمکو سکھاوین گی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تھے اوسکو تغیر اور تبدیل کرلو
اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیوین پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکھو
تب اونسے کنارہ کرو اور دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اون سے
دشمنی رکھو اور تم سب بھائی مسلمانون جانو کہ اگر یہ گروہ کذابیکو شک مین ڈالین کہ یہ
حدیث نہین یا اور کچھ فریب کی باتین کہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب
مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہی جس کا
جی چاہے اوسمین دیکھہ لیوے
فقط

تمت

در مطبع ریاض ہند آگرہ باہتمام محمد عنایت خان مالک مطبع مطبوع گردید